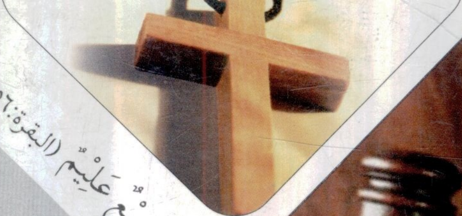

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَى لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (البقرة:٢٥٦)

طاغوت

پہچان | حکم | برتاؤ

www.KitaboSunnat.com

تالیف

عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ ابوبصیر الطرطوسی حفظہ اللہ

تلخیص

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن حفظہ اللہ

فہم سلف سے وابستہ منہج اہل سنت کا داعی

منبر التوحید والسنۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی

کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے

درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

4175

بسم الله الرحمن الرحيم

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انْفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ (البقرة:٢٥٦)

طاغوت

پہچان | حُکم | برتاؤ

تالیف

عبد المنعم مصطفیٰ حلیمہ ابو بصیر الطرطوسی حفظہ اللہ

تلخیص

ڈاکٹر سید شفیق الرحمن حفظہ اللہ

فہم سلف کے ائمہ منہج اہل سنت کا داعی

مِنبر التوحید والسنۃ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب: .... **طاغوت** پہچان / حکم / برتاؤ

تالیف: .... عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ ابو بصیر الطرطوسی حفظہ اللہ

تلخیص: .... ڈاکٹر سید شفیق الرحمن حفظہ اللہ

تاریخ اشاعت: 2010

ملنے کے پتے

الحرمین پبلشرز کراچی، محمد ذیشان میمن: 0333-3030804

دارالفکر الاسلامی، واہ کینٹ، علیم اللہ: 0321-5216287

فہم سلف سے وابستہ منہج اہل سنت کا داعی

منبر التوحید والسنۃ

0344 4760077 [illegible] 40-A

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

☆ عرض ناشر ---------- 8
☆ فضیلۃ الشیخ عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ ابوبصیر طرطوسی حفظہ اللہ کا مختصر تعارف ---------- 11
☆ پیش لفظ ---------- 13
☆ عبادت ---------- 16
☆ طاغوت کا معنی ومفہوم ---------- 20
☆ طواغیت کی اقسام ---------- 26
پہلی قسم:...... جس کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر مشروط اطاعت کی جائے ---------- 26
☆ ۱: ابلیس (شیطان) ---------- 31
☆ ۲: نفسانی خواہشات (الھوی) ---------- 37
☆ ۳: اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے والا ---------- 38
☆ ۴: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا شریعت ساز ---------- 52
☆ ۵: انسانوں کے وضع کردہ قوانین ---------- 53
☆ ۶: اقوام متحدہ ---------- 55
☆ ۷: جمہوریت ---------- 55
دوسری قسم:...... جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ ذاتی طور پر محبوب سمجھا جائے ---------- 58
☆ ۱: وطن اور وطن پرستی ---------- 59
☆ ۲: قوم اور قومیت ---------- 62
☆ ۳: انسانیت پرستی ---------- 66

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری قسم:...... ساحر (جادوگر) ---------------------------------- 68

چوتھی قسم:...... کاہن ---------------------------------- 70

☆ کفر بالطاغوت کا طریقہ ---------------------------------- 72

☆ طاغوت کے مسئلے پر بعض بھائیوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ ---------------------------------- 87

☆ خاتمہ ---------------------------------- 118

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْتُمُوْنَ مَآ اَنْزَلَ اللّٰہُ مِنَ الْکِتٰبِ وَ یَشْتَرُوْنَ بِہٖ ثَمَنًا قَلِیْلًا اُولٰٓئِکَ مَا یَاْکُلُوْنَ فِیْ بُطُوْنِھِمْ اِلَّا النَّارَ وَ لَا یُکَلِّمُھُمُ اللّٰہُ یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَلَا یُزَکِّیْھِمْ وَ لَھُمْ عَذَابٌ اَلِیْمٌ o اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ اشْتَرَوُا الضَّلٰلَۃَ بِالْھُدٰی وَ الْعَذَابَ بِالْمَغْفِرَۃِ فَمَآ اَصْبَرَھُمْ عَلَی النَّارِ o﴾ (البقرۃ: ۱۷۴، ۱۷۵)

''بے شک جو لوگ ان باتوں کو چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کی ہیں اور اس کے عوض تھوڑا سا دنیوی فائدہ اٹھاتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا، نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا، ان کے لیے دردناک عذاب ہوگا۔ یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے ہدایت کے بدلے گمراہی اور مغفرت کے بدلے عذاب خرید لیا ہے، یہ لوگ جہنم کی آگ پر کتنا بڑا صبر کرنے والے ہیں۔''

اے ہمارے رب! گواہ رہنا ہم نے بیان کر دیا......ہم نے بیان کر دیا......کیونکہ ہم میں آگ کا عذاب برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرض ناشر

﴿قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ (الزمر: ۸)

''آپ کہیے کہ کیا علم والے اور بے علم برابر ہوتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ فرماتا ہے اس کو دین کی سمجھ عطا فرما دیتا ہے۔'' ❶

آپ ﷺ نے فرمایا:

''علماء انبیاء کے وارث ہیں کیونکہ انبیاء نے اپنے ورثے میں دینار اور درہم نہیں چھوڑے وہ تو دین کا علم ہی ورثے میں چھوڑتے ہیں، پس جس نے وہ علم حاصل کیا اس نے شرف وفضل کا بڑا حصہ حاصل کیا۔'' ❷

جب نبوت سے اونچا کوئی مرتبہ نہیں ہے تو جو اس مرتبہ کا وارث ہو تو اس سے اونچا اور کسی کا مقام ومرتبہ نہیں ہوگا۔ بھلا اس سے بڑی فضیلت وعظمت اور قابلِ فخر، لائق ذکر رتبہ و مقام اور کوئی ہوسکتا ہے؟ علمائے کرام کا یہ مقام اس وجہ سے ہے کہ وہ حق کو بیان کرنے والے اور باطل کا علی الاعلان رد کرنے والے ہوتے ہیں۔ لوگ ان کے ذریعے ہدایت پاتے اور کفر کے اندھیروں سے ایمان کے نور کی طرف نکلتے ہیں لیکن افسوس کہ آج علماء سوء کا غلبہ ہے، یہ علمائے سوء ان طواغیت کا دفاع کر رہے ہیں جو مسلمانوں سے ایسی جنگ کرتے ہیں جس میں وہ اسلام اور اہل اسلام کے لیے ذرا بھی نرمی نہیں رکھتے اور وہ علماء حقہ کو قتل کرتے، داعیانِ

---

❶ بخاری۔ ح۔ ۷۱۔ مسلم: ۱۰۳۷.

❷ ابوداؤد: ۳۶۴۱،ترمذی: ۲۶۸۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق کو پھانسی دیتے اور توحید کو اختیار کرنے اور اس پر ثابت قدم رہنے والے نوجوانوں کو تاریک کوٹھریوں میں قید کر کے ایسا بدترین تشدد کرتے ہیں کہ نہ تو زبان اسے بیان کرسکتی ہے اور نہ ہی تحریر اس کا احاطہ کرسکتی ہے۔ اور یہ علمائے سوء علمائے حقہ کو توحید اور حاکمیت الٰہی کی دعوت دینے پر بے وقوف، خارجی، تکفیری اور گمراہ قرار دے رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے پہلے ہی پیشن گوئی کی تھی کہ قربِ قیامت علماء حقہ ناپید اور جاہل پیشوا ہوں گے: نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ علم اس طرح ختم نہیں کرے گا کہ اسے لوگوں کے سینوں سے کھینچ لے بلکہ علماء وفات پا جائیں گے اور علم ختم ہو جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ کسی عالم کو باقی نہیں رکھے گا۔ پھر لوگ جاہلوں کو پیشوا بنالیں گے۔ پس ان سے سوال کیا جائے گا وہ بغیر علم کے فتویٰ دیں گے اور یوں خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔ [1]

اس کے ساتھ ساتھ علماء ربانیین بھی ہر دور میں پائے جاتے ہیں جو شرک اور گمراہی کے خلاف برسرِ پیکار ہیں، جاہلیت کے ساتھ ہر سطح پر الجھتے ہیں اور توحید کی حمایت میں ساری دنیا سے بگاڑتے ہیں۔ توحید کا اقرار کرنے اور طاغوت سے برأت کرنے پر جنہیں صعوبتیں برداشت کرنا پڑتی ہیں۔ یہ وہ علماء ہیں جنہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوتی کہ کون ان کی مخالفت کرتا ہے اور کون ان کا حمایتی ہے۔ جو ان حکام کو ہمیشہ کافر قرار دیتے ہیں جو اللہ کے نازل کردہ قانون کی بجائے انسانوں کے گھڑے ہوئے قوانین سے فیصلہ کرتے اور اسے زبردستی لوگوں پر نافذ کرتے ہیں۔ جو اپنے ملکوں میں فحاشی و عریانی کو پھیلانے کے باقاعدہ لائسنس جاری کرتے ہیں۔

ایک دفعہ معاویہ رضی اللہ عنہ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور کہنے لگے: تمہارے علماء کدھر ہیں؟ تمہارے علماء کدھر ہیں؟ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ

---

[1] بخاری: ۱۰۰۔ مسلم: ۲۶۷۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میری امت میں ایک جماعت قیامت قائم ہونے تک لوگوں پر غالب رہے گی۔ انہیں اس بات کی کوئی پرواہ نہیں ہوگی کہ کون ان کی مخالفت کرتا ہے اور کون ان کا حمایتی ہے۔ ❶

اللہ رب العزت نے اپنے دین کی اشاعت و غلبہ کی خاطر ہر دور میں داعیان اسلام کی ایک جماعت کھڑی کی ہے جو دین متین کی جانب انسانیت کی راہنمائی کرتی اور لوگوں کو شرک و کفر سے دور رکھتی ہے۔ شیخ عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ ابو بصیر طرطوسی حفظہ اللہ کا شمار اسی طائفہ منصورہ کے علماء میں سے ہوتا ہے جو حق کو ببانگ دہل بیان کرتے ہیں۔ جس کا مشاہدہ آپ اس کتاب کے مطالعہ سے باآسانی کر سکتے ہیں۔ طاغوت ایک اہم موضوع ہے کیونکہ کفر بالطاغوت ہر مسلم پر واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ شیخ کو مزید حق بات کہنے کی توفیق عطا فرمائے اور ان علماء کو بھی حق کے رستے پر چلائے جو کم علمی یا کم ہمتی کے باعث حق بات کہنے سے رکے ہوئے ہیں۔

ابو البراء سید عبدالسلام انبالوی

---

❶ صحیح سنن ابن ماجہ: ۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ حفظہ اللہ کا مختصر تعارف

آپ کا نام عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ ہے آپ کی کنیت ابوبصیر الطرطوسی ہے جو کہ ملک شام کے ایک علاقہ طرطوس کی طرف نسبت ہے۔ آپ ۱۹۵۹/۱۰/۳ کو پیدا ہوئے۔ آپ نے ایک فلسطینی خاتون سے شادی کی۔ جس سے اللہ نے آپ کو تین بیٹیاں اور ایک بیٹا عطا کیا۔

شیخ اپنا تعارف کرواتے ہوئے کہتے ہیں: اللہ تعالیٰ کا بے پناہ فضل و رحمت ہے کہ میں ایک دیندار گھرانے میں پیدا ہوا۔ میرا خاندان شام سے اردن ہجرت کرنے سے پہلے شیخ محمد ناصر الدین البانی رحمہ اللہ سے وابستگی رکھتا تھا۔ جب میں جوان ہوا تو میں نے اپنے آپ کو نمازی اور دین دار پایا۔ اس دینداری کے باعث دو حقیقتیں میرے دل میں گھر کر چکی تھیں۔ پہلی حقیقت یہ تھی کہ اسلام ہی اللہ کا دین حق ہے۔ اس دین جیسا کوئی دین نہیں۔ دوسری حقیقت یہ تھی کہ جہاد فی سبیل اللہ کے بغیر اس دین کو قائم نہیں کیا جا سکتا اور نہ ہی اس کی قیادت و سیادت بحال کی جاسکتی ہے۔ ہر گزرتے دن نے میرے اس یقین میں مزید رسوخ پیدا کیا۔ مجھ پر کوئی دن ایسا نہیں آیا کہ جس دن مجھے اس منہج کے بارے میں کچھ تردد ہوا ہو۔ یا میں نے اس منہج کو ترک کیا ہو میں آج بھی اللہ کے فضل سے اسی رستے پر گامزن ہوں جس پر چالیس سال قبل چلا تھا۔ دن...... سفر...... تجربے...... آزمائشیں ...... اور مشرق و مغرب کے ماحول نے اس منہج اور اعتقاد کے بارے میں میرے یقین میں اضافہ کیا۔ یہ سب اکیلے اللہ کا فضل ہے۔ (السبیل رسالہ کے ساتھ گفتگو)

شیخ علامہ البانی کے شاگرد رشید شیخ محمد ابراہیم شقرہ جن کی عمر ۷۰ برس سے متجاوز ہے۔ اور جو کہ کئی کتابوں کے مصنف ہیں ابتدا میں آپ شیخ ابوبصیر اور شیخ ابو محمد المقدسی وغیرہ کے مخالف تھے مگر جب آپ پر یہ واضح ہوا کہ یہ لوگ حق کے داعی ہیں تو آپ شیخ ابوبصیر کو مخاطب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتے ہوئے کہتے ہیں:

''تم لوگ حق اور سچے رستہ پر ہو۔ جو کچھ تم نے ،ابو محمد المقدسی اور ابو قتادہ الفلسطینی نے لکھا ہے وہ حق اور درست ہے۔ میں لوگوں سے کہتا ہوں کہ ابو بصیر، ابو محمد المقدسی اور ابو قتادہ الفلسطینی حق اور درست رستے پر ہیں۔ [1]

❁❁❁❁

[1] مقاله للشيخ محمد ابراهيم شقره "على دَين".

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیش لفظ

الحمد لله والصلوٰة والسلام علیٰ رسول الله، اعوذ بالله السميع العليم من الشيطان الرجيم:

﴿وَكَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ وَلِتَسْتَبِيْنَ سَبِيْلُ الْمُجْرِمِيْنَ٥﴾ (الانعام: ٥٥)

قرآن الفرقان ہے یعنی یہ حق و باطل میں فرق بیان کرتا ہے، یہ نہ صرف مومنین و صالحین کے رستے کی نشاندہی کرتا ہے بلکہ گمراہوں اور مجرموں کے راستوں کی بھی وضاحت کرتا ہے، باطل راہوں کی وضاحت بذریعہ تنقید بے حد ضروری ہے تاکہ اہلِ حق کا راستہ واضح ہو، یہ دعوتِ اسلامی کے واضح خطوط ہیں جن پر ہمیں چلنا ہے۔

دعوت الی اللہ کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے حق کو متعارف کرایا جائے اور مجرمین کے راستوں پر تنقید کر کے ان کی کمزوریاں واضح کی جائیں اور دونوں کے درمیان جو فرق و امتیاز ہے اسے کھول کر بیان کیا جائے، یہ فرق و امتیاز عالمِ واقع میں بھی ہو، حقیقی ہو، محض نظریاتی نہ ہو، اس لیے داعیوں کو معلوم ہونا چاہیے کہ جس ماحول میں وہ کام کر رہے ہیں ان میں مؤمنین کون ہیں اور مجرمین کون ہیں؟ ان مجرمین کا طریقِ کار اور منہج کیا ہے اور ان کی علامات کیا ہیں؟ تاکہ ان کے ذہن میں دونوں راستوں کے اندر کوئی شبہ و التباس نہ ہو۔ نہ عنوان ایک ہو، نہ صفات اور خدوخال ایک ہوں، مؤمنین اور مجرمین ایک دوسرے سے اچھی طرح ممتاز ہوں۔

دعوت الی اللہ کی تحریک کا آغاز یوں کیا جانا چاہیے کہ ابتداء ہی سے مؤمنین اور مجرمین کی راہیں علیحدہ اور متعین ہو جائیں، اہل دعوت جب کام کا آغاز کریں تو بغیر کسی مداہنت کے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق اور صداقت کا اظہار دوٹوک الفاظ میں کریں، وہ بغیر کسی خوف اور لاگ لپٹ کے بات کریں، ان کی بات میں کوئی پیچیدگی نہ ہو اور وہ کسی ملامت کرنیوالے کی ملامت سے نہ ڈریں، ان کے دل میں کوئی خوف اور ڈر نہ ہو، نہ وہ اپنے دل میں اس بات کا خوف پیدا ہونے دیں کہ ان کے خلاف کوئی مخالف آواز اٹھے گی اور یہ کہا جائے گا'' دیکھو یہ لوگ تو ''کلمہ پڑھنے والوں'' کی تکفیر کرتے ہیں۔'' دعوتی حضرات کو کوئی اختیار نہیں کہ وہ اس ہدف سے ایک قدم بھی پیچھے ہٹیں چاہے طواغیت کی جانب سے کتنی سختی کیوں نہ ہو ورنہ وہ اس حقیقی دعوت سے بالکل کٹ جائیں گے اور اس سے خیانت کے مرتکب ہوں گے۔

اس رسالے کی تدوین کا عمومی ہدف انسانوں کو اللہ واحد کی عبادت کی طرف لانا اور انہیں طاغوت کی بندگی سے بچانا ہے۔ آج کل انواع و اقسام کے طاغوت پھیلے ہوئے ہیں اور اکثر لوگ ان کے فتنہ کا شکار ہیں۔ یہ طواغیت اللہ تعالی کو چھوڑ کر بذات خود الہ ہونے کے دعویدار ہیں اور مختلف طریقوں سے دن رات بندوں کو اپنا غلام بنانے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں نے شیخ عبدالمنعم مصطفیٰ حلیمہ کی کتاب ''الطاغوت'' کی تلخیص کرنے کے ساتھ ساتھ شیخ احمد بن محمود الخالدی حفظہ اللہ کی کتاب سے بھی استفادہ کیا ہے۔ یہ ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں طواغیت کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان کے افعال و صفات کا بیان ہے۔ شریعت کی روشنی میں ان کا حکم اور ان سے کفر کا طریقہ بیان کیا گیا ہے تاکہ امت مسلمہ کے سامنے واضح ہو سکے کہ طواغیت کتنا بڑا خطرہ ہیں۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اس کاوش کو قبول فرمائے، سیدھے راستے پر گامزن فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ بے شک وہ دعاؤں کو سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

وصلى الله على محمد النبى الأمي وعلى آله وصحبه وسلم

ڈاکٹر سید شفیق الرحمٰن

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّاٰتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ. وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ. وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَبَارَكَ وَسَلَّمَ.

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَ لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴾ (آل عمران: ۱۰۲)

﴿ يٰاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ﴾ (النساء: ۱)

﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا. يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ﴾ (الاحزاب: ۷۰-۷۱)

جن وانس کی پیدائش کی غرض وغایت صرف یہ ہے کہ وہ اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ﴾ (الذاریات: ۵۶)

''میں نے جن وانس کو صرف اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

اور فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿ وَمَا اُمِرُوا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ﴾ (البينة : ٥)

''انہیں اس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا کہ صرف اللہ کی عبادت کریں، اسی کے لیے دین کو خالص رکھیں۔''

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے، اللہ کی عبادت کی جائے اور اس کے علاوہ ہر معبود کا انکار کیا جائے، نماز قائم کی جائے، زکوۃ ادا کی جائے، بیت اللہ کا حج کیا جائے اور رمضان کے روزے رکھے جائیں۔'' [1]

عبادت:

عبادت ایک ایسا جامع اسم ہے جس کا اطلاق تمام ظاہری اور باطنی اقوال و اعمال پر ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو محبوب اور پسندیدہ ہوں جبکہ اس عمل میں اطاعت و فرمانبرداری اور حب الٰہی درجہ کمال کے ساتھ موجود ہو۔

جب بندہ سے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کا مطالبہ کیا جائے تو اس سے عبادت کا یہی عمومی مفہوم مراد ہوتا ہے۔ یعنی تمام امور مثلاً خشوع و خضوع، خشیت و توکل، دعاء و رجوع، رکوع و سجود، روزہ و حج، نذر و قربانی اسی کے لیے کی جائے اسی طرح محبت اور دشمنی، جہاد اور قتال، امید اور خوف، اطاعت و فرمانبرداری، فیصلہ ماننا اور فیصلہ کروانا، ان کے علاوہ دوسرے تمام امور جو شرعی طور پر واجب اور مستحب ہیں ان میں صرف اللہ تعالیٰ کی طرف ہی رجوع کیا جائے۔

اسلام میں لفظ عبادت صرف مناسک یا اسلامی شعائر کی ادائیگی میں مقید نہیں ہے بلکہ یہ اس سے کہیں زیادہ وسیع مفہوم کا حامل ہے۔ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ کافر طاقتوں اور گمراہ صوفیوں نے اس دین کو بگاڑنے کی کوشش کی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ بہت سے امور کے شرعی مفہوم تبدیل ہو کر رہ گئے ہیں۔ عبادت کا مفہوم بھی ان امور میں شامل ہے جسے موجودہ

[1] صحیح مسلم ۲۰ (۱٦)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور کے ان گمراہ فرقوں کی طرف سے دست درازی کا سامنا کرنا پڑا ہے۔ اور عبادت کو مناسک اور اسلامی شعائر کی ادائیگی کے لیے صرف مسجدوں اور عبادت گاہوں کی حدود میں مقید کر دیا گیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اکثر لوگوں کے ہاں عبادت صرف اسلامی شعائر کی ادائیگی کا نام رہ گیا۔ اس بات نے لوگوں کے عقائد و نظریات اور افکار و عادات پر بڑے منفی اثرات ڈالے ہیں۔ اس قسم کے اکثر لوگوں کو آپ دیکھیں گے کہ وہ رکوع و سجود کی حد تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہیں جبکہ وہ معاشرت، معیشت، سیاست اور زندگی کے دوسرے میدانوں میں غیروں کو اپنا الہ سمجھتے ہیں۔ اس کے باوجود وہ اپنے آپ کو حق پر گامزن سمجھتے ہیں۔

اگر کوئی ان پر اعتراض کرے تو اس کی طرف اعتراض والی نگاہوں سے دیکھتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ یہ لوگ دین کو سیاست میں داخل کرنا چاہتے ہیں اور دین کو ایسے امور میں داخل کرنا چاہتے ہیں جن کا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے ایک مسلمان کا فرض بنتا ہے کہ وہ لوگوں کے سامنے ان اہم ترین امور کی وضاحت کرے جو عبادت کی اصطلاح میں داخل ہیں۔ اور بتائے کہ کون سے ایسے امور ہیں جو بندگی کہلاتے ہیں تاکہ اسے معلوم ہو جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت و بندگی کر رہا ہے یا پھر مخلوق کی عبادت و بندگی میں مشغول ہے:

﴿لِّيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنۢ بَيِّنَةٍ وَيَحْيَىٰ مَنْ حَيَّ عَنۢ بَيِّنَةٍ﴾ (الأنفال: ٤٢)

”تاکہ جسے ہلاک ہونا ہے وہ دلیل کی بنا پر ہلاک ہو اور جسے زندہ رہنا ہے وہ بھی دلیل کی بنا پر زندہ رہے اور اللہ تعالیٰ یقیناً سننے والا اور جاننے والا ہے۔“

زندگی کے کسی بھی میدان میں مخلوق کی بندگی کرنا کلمہ توحید کے منافی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار اور طاغوت کا انکار انبیاء اور رسولوں کی بعثت کا بنیادی مقصد رہا ہے۔ کوئی دوسری جزوی ذمہ داری یا مقصد انہیں ان کے اس بنیادی مقصد سے باز نہ رکھ سکا۔ یہی اسلام کا سب سے بڑا رکن ہے جسے رسول لے کر آئے۔ یہ ایک ایسا فریضہ ہے جسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج بیت اللہ اور دوسرے فرائض و نوافل سے بھی پہلے پورا کرنا ضروری ہے۔ جب تک

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاغوت کا انکار نہ کردیا جائے اس وقت تک نہ تو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان مکمل ہوتا ہے، نہ کوئی عمل قبول ہوتا ہے اور نہ ہی انسان کی جان اور مال محفوظ ہو سکتے ہیں۔

ارشادِ ربانی ہے:

﴿ وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ ﴾ (النحل: ٣٦)

''ہم نے ہر امت میں رسول بھیجا (جو انہیں یہی کہتا تھا) کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو پھر کچھ ایسے لوگ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دے دی اور کچھ ایسے تھے جن پر گمراہی ثابت ہوگئی۔ سو تم زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا؟۔''

کفر بالطاغوت تمام پیغمبروں کی پہلی ذمہ داری تھی اور کوئی بھی اس سے مستثنیٰ نہیں تھا:

﴿فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللَّهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقَىٰ لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾ (البقرة: ٢٥٦)

''جو شخص طاغوت سے کفر کرے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے اس نے مضبوط کڑے کو تھام لیا، جو کبھی نہ ٹوٹے گا اور اللہ تعالیٰ سننے والا، جاننے والا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجی جانے والی ہر چیز کا انکار کیا اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔''[1]

ضروری ہے کہ ایمان کا اظہار کرنے سے پہلے طاغوت کا انکار کیا جائے۔ اگر طاغوت کا انکار کیے بغیر ہی ایمان کا اظہار کردیا گیا تو ایسا ایمان اس وقت تک فائدہ نہیں دے سکتا جب

---

[1] صحیح مسلم ٢٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تک طاغوت کا انکار نہیں کیا جاتا اور شرک سے اجتناب نہیں کیا جاتا۔ ایمان باللہ اور ایمان بالطاغوت دونوں کا کسی ایک آدمی کے دل میں اکٹھا ہونا ممکن نہیں خواہ ایسا ایک لمحے کے لیے ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ دونوں میں سے ایک پر ایمان دوسرے کی نفی کو مستلزم ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''کسی بندہ کے دل میں ایمان اور کفر جمع نہیں ہو سکتے۔'' ❶

اللہ تعالیٰ پر وہی ایمان قابل قبول ہوگا جس سے پہلے طاغوت کا انکار کیا جائے ورنہ پھر طاغوت پر ہی ایمان ہوگا جس سے اللہ تعالیٰ پر ایمان کا انکار لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور طاغوت پر ایمان دونوں ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے یہ ایک وقت میں ایک چیز اور اس کی ضد کو اکٹھا کرنے کے مترادف ہے۔

ایک ایسا شخص جو لاالٰہ الااللہ کا اقرار تو کرتا ہے لیکن طاغوت کا انکار نہیں کرتا وہ ایک وقت میں دو متضاد چیزوں کو اکٹھا کر رہا ہے جو کہ ایک ناممکن سی بات ہے۔ لاالٰہ کلمہ توحید کا ایک حصہ ہے گویا طاغوت کا انکار خود اسی کلمہ میں ہی شامل ہے۔ اس لیے جو کلمہ توحید کا اقرار کرنے کے باوجود طاغوت کا انکار نہیں کرتا وہ ایسا ہے جیسے وہ ایک طرف تو یہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں جبکہ دوسری طرف عملی طور پر وہ اس بات کا اقرار کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور بھی معبود ہیں۔

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''نبی کریم ﷺ کا دین توحید تھا۔ توحید کلمہ لاالٰہ الااللہ کی معرفت اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنے کا نام ہے۔ اگر یہ کہا جائے کہ اس کلمہ کو تو سبھی لوگ پڑھتے ہیں، تو اس کا جواب یہ ہوگا کہ بعض لوگ اسے پڑھنے کے بعد اس کا صرف یہی معنی مراد لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی خالق ورازق نہیں، اس میں اس طرح کے دوسرے بھی کئی معانی شامل ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو

---

❶ سلسله الصحيحه للألباني: ١٠٥٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بالکل ہی اس کلمہ کے معنی اور مفہوم سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بعض لوگ ایسے ہیں جو اس کلمہ کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتے۔ قابل تعجب وہ شخص ہے جو ایک طرف اس کلمہ کو پہچانتا ہے اور دوسری طرف اس سے اور اس کے ماننے والوں سے دشمنی رکھتا ہے۔ اس سے بھی زیادہ قابل تعجب وہ ہے جو اس کلمہ سے محبت کرتا ہے اور اس کے ماننے والوں کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے لیکن اس کے دوستوں اور دشمنوں کے درمیان فرق نہیں کر پاتا۔ سبحان اللہ! کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ ایک دین میں دو جماعتیں ہوں اور وہ حق پر ہونے کی دعویدار ہوں۔ اللہ کی قسم! ایسا کبھی نہیں ہوسکتا کیونکہ حق کے بعد گمراہی کے علاوہ کچھ نہیں۔'' [1]

اس شخص کے کافر اور مرتد ہونے میں کسی قسم کا کوئی پہلو مخفی نہیں جو اسلام میں داخل ہونے اور کلمہ توحید کا اقرار کرنے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرتا ہے۔

کیونکہ شرک تمام اعمال کو ضائع کردینے کا باعث ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ أَشْرَكُوا لَحَبِطَ عَنْهُم مَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الأنعام: ۸۸)

''اور اگر وہ لوگ (یعنی انبیاء کرام) بھی شرک کرتے تو ان کا سب کیا کرایا ضائع ہوجاتا۔''

طاغوت کے لغوی معنی:

اس کا مادہ ط غ ی ہے اور طغی کے معنی ہیں حدوں کو توڑنے والا۔ (مفردات القرآن)

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿فَأَمَّا مَن طَغَىٰ ۝ وَآثَرَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۝ فَإِنَّ الْجَحِيمَ هِيَ الْمَأْوَىٰ﴾

(النازعات ۳۷ تا ۳۹)

---

[1] رسائل شخصیه للشیخ محمد بن عبد الوهاب ۱۸۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''جس نے سرکشی کی اور دنیاوی زندگی کو ترجیح دی اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔''

طاغوت کے اصطلاحی مفہوم کے بارے میں سلف صالحین کے اقوال:

۱۔ ((قَالَ عُمَرُ: اَلْجِبْتُ اَلسِّحْرُ، وَالطَّاغُوْتُ اَلشَّيْطَانُ .))❶

''سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جبت سے مراد جادو اور طاغوت سے مراد شیطان ہے۔''

۲۔ ((وَقَالَ جَابِرُ: كَانَتِ الطَّوَاغِيْتُ الَّتِي يَتَحَاكَمُونَ اِلَيْهَا فِي جُهَيْنَةِ وَاحِدٌ، وَفِي أَسْلَمْ وَاحِدٌ، وَفِي كُلِّ حَيٍّ وَاحِدٌ، كَهَّانٌ يَنْزِلُ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ .))❷

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ:

'' طاغوت وہ ہوتے ہیں جن کی طرف لوگ فیصلے لے کر جاتے ہیں۔ جہنیہ قبیلے میں ایک طاغوت تھا، اسلم قبیلے میں ایک طاغوت تھا اور اسی طرح ہر قبیلے میں ایک طاغوت ہوتا ہے۔ یہ طواغیت کاہن ہوتے ہیں جن پر شیاطین اترتے ہیں۔''

۳۔ ((وَقَالَ مُجَاهِدٌ :اَلطَّاغُوتُ اَلشَّيْطَانُ فِي صُوْرَةِ الاِنْسَانِ يَتَحَاكَمُونَ اِلَيْهِ، وَهُوَ صَاحِبُ أَمْرِهِمْ .))❸

امام مجاھد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

'' طاغوت صاحب اثر انسانوں کی شکل میں شیطان ہوتے ہیں جن کی طرف لوگ فیصلے لے کر جاتے ہیں۔''

۴۔ ((وَقَالَ الاِمَامُ مَالِكٌ : اَلطَّاغُوْتُ هُوَ كُلُّ مَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ .))❹

---

❶ بخاری، کتاب التفسیر، النساء ٤٣.

❷ بخاری، کتاب التفسیر، النساء ٤٣.

❸ تفسیر ابن کثیر النساء، ابن ابی حاتم ج ٣/٩٩٤.

❹ تفسیر ابن کثیر النساء ٥٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''طاغوت وہ ہوتا ہے کہ جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے۔''

۵۔ ((قَالَ الامَامُ ابْنُ جَرِيْر الطَبَرِیْ:

وَالصَوَابُ مِنَ الْقَوْلِ عِنْدِي فِي "الطَاغُوتِ" أَنَّهُ كُلُّ ذِي طُغْيَان عَلَى اللّٰهِ، فَعُبِدَ مِنْ دُوْنِهِ، إِمَّا بِقَهْر مِنْهُ لِمَنْ عَبَدَهُ، وَإِمَّا بِطَاعَة مِمَنْ عَبَدَهُ لَهُ، إِنْسَاناً كَانَ ذَالِكَ الْمَعْبُود، أَوْ شَيْطَاناً، أَوْ وَثْناً، أَوْ صَنَماً، أَوْ كَائِناً مَا كَانَ مِنْ شَيْ.)) ❶

امام ابن جریر الطبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''طاغوت کے بارے میں میرے نزدیک درست قول یہ ہے کہ اس سے مراد ہر وہ شخص ہے جو اللہ تعالیٰ کے خلاف سرکشی کرے اور اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجا جارہا ہو۔ اس کی پوجا یا تو اس کی زبردستی اور قہر کی وجہ سے کی جاتی ہو جو کہ اسے پوجنے والوں کے دلوں پر چھائی ہوتی ہے یا پوجنے والوں کی طرف سے اطاعت کے جذبہ کے تحت اس کی پوجا کی جارہی ہو۔ یہ معبود خواہ کوئی انسان، شیطان، بت ہو یا دنیا کی کوئی بھی چیز ہو۔''

۶۔ ((قال شيخ الاسلام أبو العباس أحمد بن عبدالحليم بن تيميه: والمطاع فی معصية الله، والمطاع فی اتباع غير الهدى ودين الحق سواء كان مقبولاً خبره المخالف لكتاب الله، او مطاعاً لأمره المخالف لامر الله هو الطاغوت، ولهذا سمى من تحوكم اليه من حاكم بغير كتاب الله طاغوت، وسمى فرعون وعاداً طغاة.)) ❷

---

❶ تفسیر الطبری ۲۱/۳.

❷ فتاوی ابن تیمیہ۔ ۲۰۰/۲۸.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی عبادت کی جارہی ہو اور وہ اس پر راضی ہو وہ طاغوت ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں جس کی بات مانی جارہی ہو، اور دین حق اور ہدایت کے راستے کی اتباع کی بجائے جس کی اطاعت کی جارہی ہو ایسا شخص طاغوت کے زمرے میں آتا ہے۔ اسی لیے اس شخص کو بھی طاغوت کہا جاتا ہے جس کے پاس کوئی فیصلہ کروانے کے لیے آئے اور اس کا معمول یہ ہو کہ وہ کتاب اللہ کے بغیر ہی فیصلہ کرتا ہو۔''

۷۔ ((قال شیخ الاسلام محمد بن عبدالوھاب: الطاغوت عام فی کل ما عبد من دون اللہ ورضي بالعبادۃ من معبود أو متبوع أو مطاع فی غیر طاعۃ اللہ ورسولہ فھو الطاغوت.)) [1]

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''طاغوت ایک عام لفظ ہے، ہر وہ چیز یا ذات جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہو اور وہ اس عبادت پر خوش بھی ہو، خواہ وہ معبود (جس کی عبادت کی جاتی ہو) ہو یا متبوع (جس کی اتباع کی جاتی ہو) اور مطاع (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر اس کی اطاعت کی جاتی ہو) ہو وہ طاغوت کے زمرے میں آتا ہے۔''

اللہ کے مقابلے میں ایک بندے کی سرکشی کے تین مرتبے ہیں۔ پہلا مرتبہ یہ ہے کہ بندہ اصولاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی کو حق مانے مگر اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے اس کا نام فسق ہے۔ دوسرا مرتبہ یہ ہے کہ انسان اللہ کی بجائے اپنے نفس یا کسی اور کی بندگی کرنے لگے یہ کفر ہے۔ تیسرا مرتبہ یہ ہے کہ وہ اللہ کی بندگی کی حد سے تجاوز کر کے خود کو خدائی منصب پر فائز کرے اور اللہ کے بندوں سے اپنی بندگی اور غیر مشروط اطاعت کروائے۔ جو اس آخری

---

[1] مجموعة التوحيد ٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبے پر پہنچ جائے اس کا نام طاغوت ہے۔

جن چیزوں کی لوگ پوجا کرتے ہیں ان کی دو قسمیں ہیں:

۱۔ بے جان: جیسے پتھر کے بت، بعض درخت اور قبریں وغیرہ

۲۔ عاقل: جیسے انسان، جنات اور فرشتے وغیرہ

عاقل کی دو قسمیں ہیں:

ا:......وہ عاقل جو اپنی بندگی کروانے پر راضی ہیں۔ جیسے شیطان اور دیگر طواغیت۔ یہ سب کافر اور جہنم میں جانے والے ہیں:

﴿وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَٰهٌ مِّن دُونِهِ فَذَٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ ۚ كَذَٰلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ﴾ (الأنبياء: ٢٩)

''ان میں سے اگر کوئی کہہ دے کہ اللہ کے سوا میں بھی الٰہ ہوں تو ہم اسے دوزخ کی سزا دیں گے ہم ظالموں کو اسی طرح سزا دیتے ہیں۔''

ب:......وہ عاقل جو اپنی بندگی پر راضی نہیں، کچھ ہستیاں ایسی ہیں جو خود کو الٰہ بنائے جانے پر راضی نہیں جسے نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو الٰہ کا درجہ دیتے ہیں۔ کچھ لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارتے ہیں اور کچھ سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے مدد کی فریاد کرتے ہیں۔ کچھ لوگ دوسرے اولیاء اور صالحین کو اللہ کے ساتھ شریک کرتے ہیں۔ لوگ اگرچہ ان کی بندگی کرتے ہیں لیکن انبیاء اور صالحین اللہ کے فرمانبردار ہوتے ہیں اللہ کی بندگی کرنے والے اور اللہ کے علاوہ ہر کسی کی بندگی سے برأت کرنے والے ہوتے ہیں۔ وہ اللہ کی بجائے اپنی عبادت پر راضی نہیں اس لیے انہیں طاغوت کہنا جائز نہیں۔

جیسا کہ عیسیٰ علیہ السلام اپنی بندگی سے برأت کرتے ہوئے فرمائیں گے:

﴿وَإِذْ قَالَ اللَّهُ يَا عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ أَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُونِي وَأُمِّيَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَانَكَ مَا يَكُونُ لِي أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِي بِحَقٍّ﴾ (المائدہ: ١١٦)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''اور جب (قیامت کے دن) اللہ فرمائے گا'' اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کو چھوڑ کر مجھے اور میری والدہ کو الہٰ بنا لینا؟ عیسیٰ جواب دیں گے:'' اے اللہ تو پاک ہے، میں ایسی بات کیونکر کہہ سکتا ہوں جس کا مجھے حق نہ تھا۔''

اسی طرح فرشتے اور نیک بندے بھی کہیں گے:

﴿وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَقُولُ أَأَنتُمْ أَضْلَلْتُمْ عِبَادِي هَؤُلَاءِ أَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيلَ ٥ قَالُوا سُبْحَانَكَ مَا كَانَ يَنبَغِي لَنَا أَن نَّتَّخِذَ مِن دُونِكَ مِنْ أَوْلِيَاءَ وَلَكِن مَّتَّعْتَهُمْ وَآبَاءَهُمْ حَتَّى نَسُوا الذِّكْرَ وَكَانُوا قَوْماً بُوراً﴾ (الفرقان ١٧ ـ ١٨)

''اور جس دن اللہ انہیں اور جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں اکٹھا کرے گا تو ان سے سوال کرے گا کہ'' کیا تم نے میرے بندوں کو گمراہ کیا تھا یا یہ خود ہی راہ سے بھٹک گئے تھے؟'' وہ کہیں گے:'' تیری ذات پاک ہے ہماری مجال نہ تھی کہ تیرے سوا کسی کو کارساز بناتے، مگر تو نے انہیں اور ان کے آباء کو خوب دنیا کا سامان دیا، یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھول گئے، یہ تھے ہی ہلاک ہونے کے قابل۔''

آیئے ذرا تفصیل کے ساتھ ان طواغیت کا تعارف حاصل کریں جن کی ہمارے زمانے میں عبادت کی جارہی ہے۔ تاکہ ہم ان سے کفر کرسکیں اور ان کے حوالے سے اپنی شرعی ذمہ داری پورا کرسکیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواغیت کی اقسام

پہلی قسم:.......جس کی اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر غیر مشروط اطاعت کی جائے:

صرف اللہ تعالیٰ ہی کی مطلق اطاعت کی جاتی ہے، کیونکہ وہ معبود حقیقی اور الہ ہونے کی بنا پر اس کا سب سے زیادہ مستحق ہے، اور صرف وہ حق اور عدل کا حکم دیتا ہے۔ جبکہ اس کے سوا تمام مخلوقات کی اطاعت ان کی ذات کے لیے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کی وجہ سے کی جاتی ہے۔ مخلوقات میں سے جس کسی کی غیر مشروط اطاعت کی جائے وہ الہ اور معبود کے درجہ تک پہنچ جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ﴾ (یوسف: ۴۰)

”فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے، اس نے حکم دیا ہے کہ اس کے سوا اور کسی کی عبادت نہ کرو۔“

﴿وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا﴾ (الکھف: ۲۶)

”اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے۔“

جو شخص (مخلوق میں سے) کسی سے کہے کہ تجھے شریعت وضع کرنے کا اختیار دیا جاتا ہے، حلال وحرام اور اچھا و برا جاننے کے لیے ہم تیری ہی بات مانیں گے، جسے تو اچھا کہے گا وہ بات اچھی ہوگی اور جسے تو برا کہے گا وہی بات بری ہوگی۔ اول و آخر تیرا ہی اختیار چلے گا۔ ان تمام امور میں تیری اطاعت کرنا ہمارا فرض ہے۔ اس نے اسے الٰہ بنا لیا۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس ذات کی بھی غیر مشروط اطاعت کی جائے وہ طاغوت ہے۔ اس کی اطاعت ہی اس کی عبادت ہے۔ کیونکہ یہ پتہ ہی نہیں ہوتا کہ جن امور میں اس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اطاعت کی جا رہی ہے وہ حق ہے یا باطل۔ اس کی ہر بات کو بغیر کسی اعتراض اور تردید کے مان لیا جاتا ہے اس بات سے قطع نظر کہ وہ بات حق کے موافق ہے یا منافی۔ طاغوت کی عبادت کی یہ ایسی قسم ہے جس میں اکثر لوگ دانستہ یا نادانستہ طور پر مبتلا ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ جس کی غیر مشروط اطاعت کی جا رہی ہوتی ہے وہ کوئی حاکم ہوسکتا ہے، کسی قبیلے، گروہ، جماعت یا لشکر کا سردار ہوسکتا ہے یا عیسائیوں کے پوپ کی طرح کا کوئی مذہبی عہدیدار بھی ہوسکتا ہے۔

فرمان الٰہی ہے:

﴿اتَّخَذُوٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ وَالْمَسِیْحَ ابْنَ مَرْیَمَ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِیَعْبُدُوْٓا اِلٰـھًا وَّاحِدًا لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ سُبْحٰنَہٗ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ﴾ (التوبہ: ۳۱)

"ان لوگوں نے اللہ کے سوا اپنے عالموں، درویشوں اور مسیح ابن مریم کو رب بنایا ہے۔ حالانکہ انہیں صرف ایک اکیلے اللہ ہی کی عبادت کا حکم دیا گیا تھا جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ پاک ہے ان چیزوں سے جنہیں وہ شریک ٹھہراتے ہیں۔"

سیدنا عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس وقت میری گردن میں سونے کی صلیب لٹک رہی تھی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا:

"اے عدی! اس بت کو اپنی گردن سے اتار پھینک۔"

میں نے اسے اتار پھینکا۔ جب میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوا تو اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آیت کریمہ تلاوت فرما رہے تھے:

﴿اتَّخَذُوٓا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ﴾

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس آیت کی تلاوت سے فارغ ہوئے تو میں نے عرض کیا: ہم ان کی عبادت تو نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"کیا ایسا نہیں ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کردیتے تو تم بھی اسے حرام سمجھ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیتے تھے، اور وہ اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کر دیتے اور تم بھی انہیں حلال سمجھ لیتے تھے۔ میں نے کہا ایسا ہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''یہی تو ان کی عبادت ہے۔'' ❶

غور کیجیے نبی کریم ﷺ نے کس طرح اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنے اور حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنے کے بارے میں علماء کی بات ماننے کو ان کی عبادت قرار دیا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا کہ یہ بات ان کو رب ماننے کے مترادف ہے۔

اگر یہ علماء لوگوں کو اپنے لیے نماز پڑھنے اور روزہ رکھنے کا حکم دیتے تو لوگ کبھی ان کی بات نہ مانتے بلکہ شاید انہیں رجم ہی کر دیتے۔ کیونکہ اس قسم کے تمام شعائر ظاہری عبادات میں شمار ہوتے ہیں اور عبادت کی یہ قسم عوام الناس کی نگاہ سے بھی نہیں چھپ سکتی۔ لیکن خطرناک پہلو یہ ہے کہ ان علماء نے اطاعت اور فرماں برداری کا مطالبہ کیا جس کا عبادت ہونا اکثر لوگوں کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتا ہے۔ اس لیے اکثر لوگوں نے ان کی بات مان لی اور اس میں کوئی حرج بھی نہ سمجھا۔ اس صورت میں وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ان کے عبادت گذار بن گئے۔

ابوالبختری رحمہ اللہ کا قول ہے:

''ان لوگوں نے ان کے لیے نماز نہیں پڑھی، اگر وہ لوگوں کو رکوع اور سجود کی صورت میں اللہ کے علاوہ اپنی عبادت کرنے کا حکم دیتے تو لوگ کبھی ان کی بات نہ مانتے۔ لیکن انہوں نے اس کے لیے ایک خفیہ راستہ اختیار کیا یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام اور حرام کردہ اشیاء کو حلال کر دیا تو لوگوں نے ان کی بات مان لی یہ ان کی عبادت کرنے اور انہیں رب تسلیم کرنے کے مترادف ہے۔'' ❷

---

❶ تفسیر البغوی : ۳/ ۲۸۵.

❷ فتاوی ابن تیمیہ: ۷/۷٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام بغوی رحمہ اللہ اپنی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

''اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ ان لوگوں نے رکوع اور سجود کی صورت میں اپنے علماء اور مشائخ کی عبادت نہیں کی تو اس کا جواب یہ دیا جائے گا کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں ان کی اطاعت کی اور ان کی حلال کردہ اشیاء کو حلال سمجھا اور ان کی حرام کردہ اشیاء کو حرام جانا اس طرح انہوں نے انہیں رب بنالیا۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ تَعَالَوْا إِلَى كَلِمَةٍ سَوَاءٍ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئًا وَلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ فَإِن تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ﴾

(آل عمران : ٦٤)

''آپ کہہ دیجیے کہ اے اہل کتاب! جو بات ہمارے اور تمہارے درمیان یکساں ہے اس کی طرف آؤ، وہ یہ کہ اللہ کے سوا ہم کسی کی عبادت نہ کریں۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں اور ہم میں سے کوئی کسی کو اللہ کے سوا اپنا رب نہ بنائے۔ اگر یہ لوگ اس بات کو نہ مانیں تو کہہ دو کہ گواہ رہو ہم (اللہ کے) فرمانبردار ہیں۔''

اسلام نے اطاعت کا قضیہ اچھی طرح حل کر دیا ہے۔ تاکہ کوئی جانتے بوجھتے یا غلطی سے اس بارے میں غلط راستے پر گامزن نہ ہوسکے۔ اسلام کا قانون ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں مخلوق کی بات نہیں مانی جائے گی۔ البتہ نیکی کے کاموں اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں مخلوق کی بات مانی جائے گی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ امیر کی بات سنے اور مانے خواہ وہ اسے پسند کرتا ہو یا ناپسند، جب تک اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے۔ اگر اسے اللہ کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اس کے لیے امیر کی بات سننا اور ماننا جائز نہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔ اطاعت صرف معروف کاموں میں ہے۔'' ❷

اور فرمایا:

''مسلمان پر مسلم حکمران کی اطاعت لازم ہے جب تک وہ اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دے۔ اگر وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے تو پھر کوئی اطاعت نہیں۔'' ❸

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میرے بعد ایسے لوگ تمہارے حکمران بنیں گے جو سنت کو ختم کریں گے اور بدعت کو رواج دیں گے۔ اور نمازوں کو اس کے مقررہ اوقات سے موخر کریں گے۔'' میں نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ اگر میں ایسے لوگوں کو پالوں تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا:'' اے ام عبد کے بیٹے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرے اس کی اطاعت نہیں۔ آپ ﷺ نے یہ بات تین مرتبہ فرمائی۔'' ❹

اور فرمایا:

''تمہارے حکمرانوں میں سے جو تمہیں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا حکم دے اس کی بات ہرگز نہ مانو۔'' ❺

مذکورہ احادیث میں امیر کی بات نہ ماننے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ امام کے خلاف خروج کیا جائے اور اس کی مطلقا اطاعت نہ کی جائے۔ بلکہ یہاں صرف ان امور کو ماننے سے روکا گیا ہے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کے کام ہوں۔ البتہ نافرمانی کے جن کاموں کا امیر حکم دے رہا

---

❶ بخاری: ٧١٤٤، مسلم ١٨٣٩ ❷ بخاری: ٧٢٥٧، مسلم: ١٨٤٠.

❸ السلسلة الصحيحة: ٧٥٢. ❹ السلسلة الصحيحة: ٢٨٦٤.

❺ السلسلة الصحيحة: ٢٣٢٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو اگر ان کا تعلق ان امور سے ہو جو بندے کو کفر تک پہنچا دیتے ہیں اور دین سے خارج کر دینے کا باعث ہیں تو اس صورت میں مطلق طور پر امیر کی اطاعت نہیں کی جائے بلکہ اس کے خلاف حسب استطاعت خروج بھی کیا جائے گا۔

کیونکہ ارشاد ربانی ہے۔

﴿وَلَن يَّجْعَلَ اللّٰهُ لِلْكَافِرِيْنَ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ سَبِيْلًا﴾

''اور اللہ تعالیٰ کافروں کو ایمان والوں پر ہرگز راہ نہ دے گا۔''

عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تنگی، آسانی، پسند اور ناپسند پر اطاعت کی بیعت کی اور اس بات پر بیعت کی کہ ہم اقتدار کو حکمرانوں سے نہیں چھینیں گے۔ (ہماری یہ بات سن کر) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سوائے اس صورت کے کہ تم ان (اہل اقتدار) میں کفر بواح دیکھو جس کی تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل ہو۔ ❶

اسی طرح والدین کی فضیلت اور اولاد پر ان کے احسانات کی وجہ سے شریعت نے والدین کا بہت بڑا حق رکھا ہے۔ لیکن ان کے بارے میں بھی یہ حکم دیا کہ اگر وہ اپنی اولاد کو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرنے کا حکم دیں تو ان کی بات نہ مانو۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِن جَاهَدَاكَ عَلَى أَن تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا تُطِعْهُمَا﴾ (لقمان: ١٥)

''اور اگر وہ دونوں تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہیں تو ان کا کہنا نہ مان۔''

ا: ابلیس (شیطان):

یہ وہ ابلیس لعین ہے جس نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ بندوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت سے موڑ

❶ مسلم: ١٧٠٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرغیر اللہ کی عبادت کی طرف راغب کرے گا۔

﴿قَالَ رَبِّ بِمَا أَغْوَيْتَنِي لَأُزَيِّنَنَّ لَهُمْ فِي الْأَرْضِ وَلَأُغْوِيَنَّهُمْ أَجْمَعِينَ ٥ إِلَّا عِبَادَكَ مِنْهُمُ الْمُخْلَصِينَ﴾ (الحجر : ٣٩-٤٠)

''(شیطان نے) کہا کہ اے میرے رب! چونکہ تو نے مجھے گمراہ کیا ہے تو اب میں بھی دنیا میں لوگوں کو (ان کے گناہ) خوشنما کر کے دکھاؤں گا اور ان سب کو بہکا کے چھوڑوں گا۔سوائے تیرے مخلص بندوں کے (جو بچ جائیں گے)۔''

اسی لیے انسانوں اور جنوں کے شیاطین نے شرک ،کفراور گمراہی پھیلانے کا بیڑہ اٹھا رکھا ہے۔جبکہ مخلص لوگوں پر شیطان کی کوئی چال کارگر ثابت نہیں ہوسکتی۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ چونکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ طاغوت وہ ہوتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جارہی ہو،تو پھر لوگ کس عمل میں شیطان کی عبادت کرتے ہیں؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: اس کی عبادت رکوع وسجود کے معانی میں نہیں ہے بلکہ اس کی عبادت کفر وشرک میں اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کرنے میں ہے۔

قیامت کے دن جب اللہ تعالیٰ مشرکینؒ سے پوچھے گا کہ تم نے شیطان کی عبادت کیوں کی تو شیطان کو رکوع وسجود نہ کرنے کے باوجود کوئی بھی یہ نہ کہہ سکے گا کہ ہم شیطان کی عبادت نہیں کرتے ہیں:

﴿أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ﴾ (یٰس : ٦٠)

''اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے قول وقرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔''

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں اور اللہ کے قرب کا ذریعہ سمجھتے ہوئے ان کی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا کہ وہ شیطان کے پجاری ہیں کیونکہ شیطان نے انہیں بت پرستی کا حکم دیا اور شیطان ہی نے انہیں یہ کام خوبصورت کر کے دکھلایا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لیے یہی حقیقت میں شیطان کے پجاری ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِن يَدْعُونَ مِن دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِن يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَّرِيدًا﴾

(النساء: ١١٧)

''یہ تو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر صرف عورتوں کو پکارتے ہیں اور دراصل یہ صرف سرکش شیطان کو پوجتے ہیں۔''

ابراہیم علیہ السلام کا والد بتوں کا پجاری، بت فروش اور بت تراش تھا۔ شیطان کے بہکاوے میں آ کر بتوں کی پوجا کرتا تھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے اسے بتلایا کہ وہ دراصل شیطان ہی کی پوجا کرتا ہے:

﴿يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطَانَ إِنَّ الشَّيْطَانَ كَانَ لِلرَّحْمَٰنِ عَصِيًّا﴾

(مریم: ٤٤)

''اے ابا جان! آپ شیطان کی پرستش سے باز آجائیں بے شک شیطان تو اللہ تعالیٰ کا بڑا ہی نافرمان ہے''۔

امام ابن کثیر سورۃ الانبیاء کی آیت 99 کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

''سیرت ابن اسحاق میں ہے: حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دن ولید بن مغیرہ کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نضر بن حارث آیا۔ اس وقت مسجد میں اور قریشی بھی بہت سارے تھے۔ نضر بن حارث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے باتیں کر رہا تھا جب وہ لاجواب ہوگیا تو آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ۝ لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ ۝ لَهُمْ فِيهَا زَفِيرٌ وَهُمْ فِيهَا لَا يَسْمَعُونَ ۝﴾ (الانبیاء ٩٨ تا ١٠٠)

''تم اور اللہ کے سوا جن جن کی تم عبادت کرتے ہو، سب دوزخ کا ایندھن بنو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گے،تم سب دوزخ میں جانے والے ہو۔ اگر یہ (سچے) معبود ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے،اور سب کے سب اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔ وہ وہاں چلا رہے ہوں گے اور وہاں کچھ بھی نہ سن سکیں گے۔''

جب آپ اس مجلس سے چلے گئے تو عبداللہ بن زبعری آیا لوگوں نے اس سے کہا: ''آج نضر بن حارث نے باتیں کیں لیکن بری طرح چت ہوا اور محمد یہ فرماتے ہوئے چلے گئے۔'' اس نے کہا ''اگر میں ہوتا تو انہیں جواب دیتا کہ ہم فرشتوں کو پوجتے ہیں، یہود عزیر کو، نصرانی مسیح کو تو کیا یہ سب بھی جہنم میں جلیں گے؟ سب لوگوں کو یہ جواب بہت پسند آیا۔ جب حضور ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: جس نے اپنی عبادت کرائی وہ عبادت کرنے والوں کے ساتھ جہنم میں ہے۔ یہ بزرگ اپنی عبادتیں نہیں کراتے تھے یہ لوگ تو انہیں نہیں بلکہ شیطان کو پوج رہے ہیں، اسی نے انہیں ان کی عبادت کی راہ بتلائی ہے۔'' (ابن کثیر)

آج بھی شیطان مختلف صورتوں میں اپنی عبادت کرواتا ہے۔ جن کے چند مظاہر درج ذیل ہیں:

قبر،مزار،دربار اور بہشتی دروازہ

پاک و ہند کے تقریباً ہر شہر میں مزار اور دربار موجود ہیں۔ جب کوئی بزرگ فوت ہو جاتا ہے اس کی قبر کو پختہ کر کے اس پر مقبرہ بنایا جاتا ہے۔ قبر پر ریشمی چادر چڑھائی جاتی ہیں۔ اسے دربار عالیہ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کی کرامتوں کی تشہیر کی جاتی ہے۔ پھر لوگ اسے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھ کر نذرانوں کے ساتھ حاضری دیتے ہیں ان درباروں پر میلے لگتے ہیں۔ سالانہ عرس ہوتے ہیں۔ لوگ اپنی مشکلات کے حل کے لیے سفر کرتے ہیں۔ یا پیران پیر، یا دستگیر، یا غوث اعظم، یا داتا گنج بخش یا اجمیر والی سرکار کے نعرے لگاتے ہوئے، ننگے پیر، پیروں فقیروں کے نام کے رنگ برنگ جھنڈے ہاتھوں میں تھامے دربار پر حاضر ہوتے ہیں۔ وہاں مزار پر کوئی کھڑے ہو کر، کوئی جھک کر، کوئی بوسہ دیتے ہوئے آہ وزاری

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ساتھ اپنی تکالیف بیان کرتے ہیں، خصوصاً عرس کے موقع پر سجادہ نشین پیر کی صورت میں خوبصورت لباس میں گدی پر متمکن ہوتا ہے، محفل سماع منعقد کی جاتی ہے، قبر پر چراغاں کیا جاتا ہے، رقص اور موسیقی کے خصوصی پروگرام ہوتے ہیں، پیروں کے نام پر جانور قربان کیے جاتے ہیں۔ دیگوں کے نذرانوں کے ساتھ لنگر چلائے جاتے ہیں۔ حکومت اسلحہ کے زور پر ان کی حفاظت کرتی ہے۔ ان کی انتظام اور دیکھ بھال کے لیے محکمہ اوقاف قائم ہے، جس کا وزیر خاص طور پر عرس کے موقع پر دربار پر حاضری دے کر اور قبر پر چادر چڑھا کر عرس میں شمولیت کرتا ہے۔

پاکپتن کے شہر میں بابا فرید کے نام پر بہشتی دروازہ ہے، جسے سال میں ایک دفعہ حکومتی سرپرستی میں کھولا جاتا ہے، لوگ اس میں سے گزرنے کے لیے پولیس کے ڈنڈے بھی کھاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جو ایک بار اس میں سے گزر گیا وہ سیدھا جنت میں جائے گا۔ اس طرح شیطان ان درباروں، مزاروں اور قبروں کی عبادت کرواتا ہے جو کہ اصل میں شیطان کی عبادت ہے۔ ان درگاہوں کی عبادت کی صورت میں طاغوت دراصل شیطان ہوتا ہے۔ جس نے ان کے لیے اس شرک کو مزین کیا ہے حالانکہ یہ قبر والے کسی کو نفع و نقصان پہنچانے پر قادر نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ○ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ﴾ (الفاطر: ١٣، ١٤)

”اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں، اگر تم ان کو پکارو، تمہاری پکار نہ سنیں گے اور اگر سن لیں تو تمہاری درخواست قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمہارے شرک کا انکار کر دیں گے۔“

﴿وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ نَصْرَكُمْ وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ○﴾ (الاعراف: ١٩٧)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

’’اور جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمہاری مدد کی طاقت نہیں رکھتے بلکہ وہ تو اپنی مدد بھی نہیں کر سکتے۔‘‘

بت، پتھر، گائے، تصویر یا صلیب (جن کی عبادت کی جارہی ہو):

شیطان ان چیزوں کی بندگی کے ذریعے بھی اپنے اطاعت کروا رہا ہے۔ اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ان اشیاء کو موضوع بحث بنانا ایک فضول سی بات ہے کیونکہ ایسا تو کوئی بھی نہیں ہے جو ان چیزوں کی عبادت کرنے والا ہو یا انہیں عبادت کے کسی بھی مفہوم میں داخل کرنے والا ہو۔ خاص طور پر تو موجودہ دور میں ان اشیاء کی طرف لوگوں کا متوجہ ہونا ممکن ہی نہیں کیونکہ یہ علوم وفنون اور سائنس وٹیکنالوجی کا دور ہے۔

اس قسم کے کم عقل لوگوں سے ہم گذارش کرتے ہیں کہ اگر تم اقوام عالم کے حالات و واقعات کا گہرائی سے مطالعہ کرو تو تمہیں معلوم ہوگا کہ اس کرہ ارض کے بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس قسم کی فضول چیزوں کی پوجا کر رہے ہیں۔

چین کو دیکھئے! جس کی آبادی ایک ارب نفوس سے بھی زیادہ ہے۔ جاپان اور براعظم ایشیا کے اکثر ملکوں کو دیکھئے! ان ممالک میں آپ کو اکثر لوگ بت پرست ہی ملیں گے جو کہ مختلف قسم کے بتوں، پتھروں اور تصویروں کے پجاری ہوں گے۔ ہندوستان میں اکثر لوگ گائے، بتوں اور مظاہر قدرت کے پجاری ہیں۔ یورپ میں عیسائیوں کے گرجے اور معبد خانے تصویروں، بتوں، مجسموں اور صلیبوں سے بھرے ہوئے ہیں اور ان کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جارہی ہے۔ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام، مریم علیہا السلام اور اپنے بڑوں اور راہبوں کے بت اور تصویریں بنا رکھی ہیں جنہیں وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتے ہیں۔

اسی طرح موجودہ دور میں انہوں نے ایک جدید قسم کا بت ایجاد کر رکھا ہے جسے وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتے ہیں وہ یہ ہے ہر سال کے اختتام پر وہ کرسمس ڈے کے نام پر مختلف قسم کی محفلیں منعقد کرتے ہیں جس میں کرسمس کا درخت اور بابا کا ظہور ہوتا ہے جس کے بارے میں مشہور ہے وہ ہر قسم کی خیر و برکات کے نزول کا باعث ہے۔ عیسائیوں میں یہ بات عام

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو چکی ہے اس طرح وہ ہر سال اپنے علماء اور راہبوں کی مرضی سے ایک نیا معبود اور الٰہ بنا لیتے ہیں جسے وہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجتے ہیں۔ عیسائیوں کے مختلف مذاہب اور فرقوں کے عبادت کے طریقہ کار پر اگر کوئی غور کرے تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ اہل کتاب ہونے کے باوجود عیسائی بت پرستی کے بہت قریب ہیں۔

اس طرح ان بتوں اور مورتیوں کے حکم میں طاغوت حکمرانوں کے وہ ضخیم اور مختلف نوعیت کے مجسمے بھی شامل ہیں جو یادگار کے طور پر مختلف چوراہوں اور شہر کے داخلی راستوں میں نصب ہوتے ہیں۔

۲: نفسانی خواہشات (الھوی):

خواہش نفسانی اس وقت طاغوت بن جاتی ہے جب حق اور باطل کے تعین میں خواہش نفسانی کو ہی مصدر مانا جا رہا ہو۔ یعنی جس چیز کو نفس حق کہے اسی کو حق مانا جائے اور جسے نفس باطل کہہ دے اسے باطل کہا جائے اگرچہ یہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مخالف ہی کیوں نہ ہو۔

اسی طرح دوستی اور دشمنی میں نفسانی خواہشات کی پیروی کو حق سمجھے۔ یعنی انسان اس سے دوستی رکھے جس کے بارے میں اس کا نفس خواہش کرتا ہو اور اس میں شرعی تقاضے کا خیال نہ رکھے، اسی طرح اس سے دشمنی رکھے جس کے بارے میں اس کا نفس دشمنی رکھنے کا متقاضی ہو اگرچہ شریعت اس سے دوستی رکھنے کی متقاضی ہی کیوں نہ ہو۔

اس صورت میں نفسانی خواہشات طاغوت کہلاتی ہے کیونکہ خواہشات کی پیروی کے اندر اپنے لیے خیر اور مصلحت سمجھنے والا خود کو کسی ضابطہ کا پابند نہیں سمجھتا وہ درحقیقت اپنی خواہشات کو (خیر و شر کے تعین میں مصدر مان کر) اللہ تعالیٰ کا شریک بناتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿أَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ أَفَأَنتَ تَكُونُ عَلَيْهِ وَكِيلًا﴾

(الفرقان: ٤٣)

''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جو اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنائے ہوئے ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا آپ اس کے ذمہ دار بن سکتے ہیں؟''

﴿أَفَرَأَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ﴾(الجاثیہ : ۲۳)

''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اسے علم کے باوجود گمراہ کردیا ہے۔''

۳: اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے والا:

تحاکم ایک قسم کی عبادت ہے جس میں فیصلہ کروانے والا عبادت کرنے والا ہوتا ہے۔ اس لیے جو شخص اپنی زندگی کے تمام عام و خاص معاملات میں اللہ وحدہ لاشریک کے قانون کے مطابق فیصلہ کرواتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کا عبادت گذار ہے۔ جو کسی غیر کے قانون کے مطابق فیصلہ کرواتا ہے، یہ غیر خواہ کوئی بھی کیوں نہ ہو اور یہ فیصلہ خواہ زندگی کے کسی کمترین معاملے کے بارے میں ہی کیوں نہ ہو ایسا کرنے والا اس غیر کا عبادت گذار ہوتا ہے۔ کیونکہ شریعت سازی، قانون اور دستور وضع کرنا الوہیت کی خصوصیات ہیں۔ جس نے ان خصوصیات میں سے کسی ایک کو بھی اپنی طرف منسوب کیا تو اس نے اپنے بارے میں الوہیت کا دعویٰ کیا اور اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیا۔ اسی طرح جس نے اللہ تعالیٰ کے علاوہ یا اس کے ساتھ کسی دوسرے کے بارے میں اس حق کو تسلیم کیا اور فیصلہ کروانے کے لیے اس کی طرف رجوع کیا وہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اس کی بندگی کرنے والا ہوگیا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ﴾

(یوسف : ۴۰)

''(سن رکھو کہ) اللہ کے سوا کسی کی حکومت نہیں ہے۔ اس نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو یہی دین حق ہے۔''

مفسر قرآن علامہ محمد امین شنقیطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلہ میں کسی دوسرے کو اس کا شریک نہ بنائے۔ حکم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی بھی صورت میں غیر اللہ کو اس بات کا اختیار نہیں دیا جا سکتا۔ حلال وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حلال قرار دیا اور حرام وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام قرار دیا۔ دین وہی ہے جسے اللہ تعالیٰ نے متعین فرمایا ہے اور فیصلہ وہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے صادر فرمایا ہے۔ مذکورہ ارشاد ربانی ﴿وَلَا يُشْرِكُ فِي حُكْمِهِ أَحَدًا﴾ میں حکم اللہ تعالیٰ کے تمام فیصلوں کو شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فیصلوں میں شریعت سب سے پہلے داخل ہے۔

مذکورہ آیت کریمہ نے جس مسئلہ کو بیان کیا ہے کہ حکم کا اختیار صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کو ہے کوئی دوسرا اس میں اس کا شریک نہیں ہوسکتا اس مفہوم کی وضاحت قرآن کریم کی متعدد دوسری آیات سے بھی ملتی ہے۔

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلَّهِ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ﴾ (یوسف : ٦٧)

فرمانروائی صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اسی پر میں نے توکل کیا۔

﴿وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيهِ مِن شَيْءٍ فَحُكْمُهُ إِلَى اللَّهِ﴾ (الشوری : ١٠)

اور جس جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو اس کا فیصلہ کرنا اللہ ہی کی طرف ہے۔

﴿كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾

اس کی ذات (پاک) کے سوا ہر چیز فنا ہونے والی ہے۔ حکم اسی کا ہے اور اسی کی طرف تم لوٹ کر جاؤ گے۔ (القصص : ٨٨)

﴿أَفَغَيْرَ اللَّهِ أَبْتَغِي حَكَمًا وَهُوَ الَّذِي أَنزَلَ إِلَيْكُمُ الْكِتَابَ مُفَصَّلًا﴾

(الأنعام : ١١٤)

"(کہو) کیا میں اللہ کے سوا اور منصف تلاش کروں حالانکہ اس نے تمہاری طرف کتاب بھیجی ہے جس میں ہر بات تفصیل سے بیان کی گئی ہے۔" [1]

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے والا سرکشی اور ظلم میں سب سے بڑھ کر ہوتا ہے کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے تجاوز اور اعراض کر کے اسے جاہلیت کے رسم و

[1] أضواء البیان : ٤/٨٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رواج اور طور طریقوں سے بدلنے کا مرتکب ہوتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾

(المائدہ: ٤٤)

''جو لوگ اللہ کی نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو ایسے ہی لوگ کافر ہیں۔''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾

''اور جو لوگ اللہ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو ایسے ہی لوگ ظالم ہیں۔'' (المائدہ: ٤٥)

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ﴾

''اور جو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ احکام کے مطابق فیصلہ نہ کریں تو ایسے ہی لوگ فاسق ہیں۔'' (المائدہ: ٤٧)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''یہ آیات اللہ تعالیٰ نے یہودیوں کے دو گروہوں (بنو قریظہ اور بنو نضیر) کے بارے میں نازل فرمائی تھیں۔'' ❷

اور آپ فرماتے ہیں:

''جس نے اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کا انکار کیا وہ کافر ہے۔'' ❸

براء بن عازب، حذیفہ بن الیمان، ابن عباس رضی اللہ عنہم جیسے کبار صحابہ کرام اور ابو مجلز، ابو رجاء العطاری، عکرمہ، عبید اللہ بن عبد اللہ اور حسن بصری رحمہم اللہ جیسے کبار تابعین سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا ہم سب پر واجب اور ضروری ہے۔

---

❶ أضواء البيان: ٨٢/٤. ❷ سنن ابو داؤد.

❸ ابن جرير الطبری ٥٩٧/٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ابن جریر طبری رحمہ اللہ نے جس مسلک کو اختیار کیا ہے وہ یہ ہے کہ ان آیات سے مراد اہل کتاب ہیں یا اس امت کے وہ لوگ جو کتاب اللہ میں نازل شدہ اللہ تعالیٰ کے احکام کا انکار کرتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر)

گذشتہ تمام عبارات سے ان امور کی وضاحت ہوتی ہے:

۱۔ یہ آیات اہل کتاب کے کافروں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ ان کے علاوہ ان لوگوں کو بھی شامل ہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار کردیں۔

۲۔ جب ان آیات کا اطلاق کیا جائے گا تو اس سے مراد کفر اکبر، فسق اکبر اور ظلم اکبر ہوگا۔ کیونکہ یہ آیات اہل کتاب اور اللہ تعالیٰ کا انکار کرنے والے دوسرے لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔ ایسا نہیں ہے جیسا کہ عام طور پر مرجئہ کے مشائخ کا طریق کار ہوتا ہے کہ وہ ان آیات کو سنتے ہی اس بات پر محمول کر دیتے ہیں کہ ان سے مراد کفر اصغر، ظلم اصغر ہے اور فسق اصغر ہے۔ یہ لوگ اپنے اس طریق اور مسلک کو تقویت پہنچانے کے لیے سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہ کے قول کو وسیلہ بناتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول اپنی جگہ درست ہے لیکن یہ لوگ اس کے ذریعے باطل کو حق اور حق کو باطل ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ وہ اس قول کو اس کے حقیقی مقام سے ہٹا دیتے ہیں اور اس کے ایسے معانی بیان کرتے ہیں جو اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصود نہیں ہے۔

۳۔ حکمرانوں پر جب ان آیات کو محمول کیا جائے گا تو ان کے حالات کو دیکھا جائے گا۔

ا:...... اگر وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کا انکار کرنے والے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کے نفاذ کی دعوت دینے والوں سے جنگ کرنے والے ہیں، اور ایسی شریعت کو لاگو کرنے والے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کی مخالف ہے اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کی شریعت کو طاغوت کے قانون کے ساتھ تبدیل کردیا تو ان لوگوں پر کفر اکبر، ظلم اکبر اور فسق اکبر کا اطلاق ہوگا جس سے وہ ملت اسلام سے خارج ہو جائیں گے۔ چاہے وہ اپنی زبانوں سے یہ بات نہ بھی کہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکاری ہیں۔ کیونکہ وہ عملی طور پر اسی بات کا اظہار کر رہے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی بات کا عملی مظاہرہ زبانی دعوی سے زیادہ اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ اور یہ عملی مظاہرہ ان کے کفر کی ایک زبردست دلیل ہے۔

۲:...... اگر ان کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ تعالی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے والے ہیں، اور ان کی طرف سے قولی اور عملی تمام قسم کے مظاہر موجود ہیں جن سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ یہ لوگ اللہ تعالی کی شریعت سے محبت کرتے ہیں، اس کے ساتھ خوش ہیں اور اس کے شدید خواہش مند ہیں اور وہ اس شریعت کے نفاذ کی حتی الوسع کوشش کرتے ہیں۔ لیکن کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ کسی ایک مسئلہ میں یا بعض مسائل میں اپنی خواہشات کی وجہ سے یا کسی کمزوری یا غلط تاویل کی وجہ سے شریعت کے فیصلے سے ہٹ جاتے ہیں اور اس کوتاہی کا انہیں اعتراف بھی ہوتا ہے اور اس کے گناہ کا شعور بھی ہوتا ہے۔ اس قسم کے لوگوں پر ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کا اطلاق ہو سکتا ہے کہ یہ کفر اصغر اور ظلم اصغر ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''اللہ تعالی کی شریعت کے بغیر فیصلہ کرنا کفر اصغر اور کفر اکبر دونوں کو شامل ہے اس میں فیصلہ کرنے والے کے حالات اور اس کی نیت کو دیکھا جائے گا۔ اگر حاکم اس بات کا اعتقاد رکھتا ہے کہ اس بارے میں اللہ تعالی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا واجب ہے اور اس نے اس سے ہٹ کر گناہ کا ارتکاب کیا ہے اور وہ اس بات کا اعتراف بھی کرتا ہے کہ اس بات پر وہ سزا کا مستحق ہو چکا ہے تو یہ کفر اصغر ہوگا۔ اگر اس کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالی کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا واجب نہیں یا اس بارے میں وہ بااختیار ہے تو یہ کفر اکبر ہوگا۔'' ❶

۴۔ ایک طرف تو ابن عباس رضی اللہ عنہ کا یہ قول ہے کہ یہ آیات اہل کتاب کے کفار کے بارے میں نازل ہوئی ہیں اور جو کوئی اللہ تعالی کے حکم کا انکار کرتا ہے وہ کافر ہے۔ پھر دیکھنا یہ ہے ان کے اس قول: (کفر اصغر یعنی ایسا کفر جو ملت سے خارج کرنے والا نہیں) سے

---

❶ بدائع التفسیر: ۱۱۲/۲.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کون لوگ مراد ہیں؟

ابن عباس رضی اللہ عنہ کے مذکورہ قول کو اگر مکمل گہرائی سے دیکھا جائے اور اس کے سیاق و سباق پر نظر دوڑائی جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس قول سے اپنے زمانے کے وہ مسلمان حکام مراد لیے ہیں جن کا تعلق بنو امیہ سے تھا۔ ان کی طرف سے عملی طور پر کوئی ایسے قرائن نہیں دیکھے گئے کہ جن سے اللہ تعالیٰ کی شریعت کا انکار یا اس کی اہانت لازم آتی ہو۔ وہ لوگوں کی عمومی زندگی میں شریعت کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ چونکہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے ذریعے فیصلہ کرنے سے انحراف بھی بنو امیہ کے دور میں ہی شروع ہوا تھا اسی کے بارے میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا تو انہوں نے مذکور قول ارشاد فرمایا تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے فرمان کے ذریعے اس بات کی طرف اشارہ فرمایا تھا:

> ''دین سے جو سب سے پہلی بات مفقود ہوگی وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنا ہی ہوگا۔ سب سے پہلے جو میری سنت تبدیل کرے گا وہ بنو امیہ کا ایک آدمی ہوگا۔'' ❶

شیخ ناصر الدین البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''ہوسکتا ہے کہ اس حدیث سے خلیفہ کی تعیین کے نظام کی تبدیلی مراد لی گئی ہو، چونکہ اسے شورائیت سے وراثت میں تبدیل کر دیا گیا تھا۔''

اس کے باوجود معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد کے مسلمان ہونے کے بارے میں کسی کو کوئی شک نہیں اور کسی نے ان پر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا۔

اس لیے یہ ایک بہت بڑی غلطی ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا ایسا قول جو انہوں نے خاص بنو امیہ کے حکمرانوں کے بارے میں ارشاد فرمایا تھا اسے موجودہ دور کے ان حکام پر لاگو کر دیا جائے جنہوں نے قولی اور فعلی طور پر اللہ تعالیٰ کی شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے کو جائز سمجھ لیا ہے اور ان میں تمام نواقضِ اسلام جمع ہو چکے ہیں۔

---

❶ السلسلة الصحيحة ١٧٤٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُوْنَ وَ مَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ﴾ (المائدہ: ٥٠)

''کیا یہ لوگ پھر سے جاہلیت کا فیصلہ چاہتے ہیں اور یقین رکھنے والوں کے لیے اللہ تعالیٰ سے بہتر فیصلے کرنے والا کون ہوسکتا ہے؟''

اللہ تعالیٰ کے حکم کے علاوہ ہر حکم جاہلیت کا حکم تصور ہوگا آیت کریمہ اسی بات کی وضاحت کررہی ہے۔ ہر وہ شخص جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چھوڑ کر کسی دوسرے کے قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کا طلبگار ہے وہ ان لوگوں میں شامل ہے جو جاہلیت کے احکام کا نفاذ چاہتے ہیں۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ طاغوت کی تعریف میں تو یہ کہا گیا ہے کہ اس سے مراد ہر وہ چیز یا شخص ہوتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جائے۔ تو اللہ تعالیٰ کی شریعت کو ترک کرکے غیر اللہ کے قانون کے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرنے والے کی کس طرح عبادت ہوتی ہے جس بنا پر آپ اسے طاغوت کہہ رہے ہیں۔

اس اعتراض کے متعدد جوابات ہیں:

ا۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے والے حاکم کو خود اللہ تعالیٰ نے طاغوت کہا ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ وَ يُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًا بَعِيْدًا﴾ (النساء: ٦٠)

''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو (کتاب) تم پر نازل ہوئی اور جو (کتابیں) تم سے پہلے نازل ہوئیں ان سب پر ایمان رکھتے ہیں اور چاہتے یہ ہیں کہ طاغوت کے پاس فیصلہ کروانے جائیں حالانکہ یقیناً انہیں اس کا کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اور شیطان (تو یہ) چاہتا ہے کہ ان کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بہکا کر دور کی گمراہی میں ڈال دے۔''

امام شوکانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اس آیت مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ کے سامنے ان لوگوں کے طریقے پر تعجب کا اظہار کیا گیا ہے جو دعوی کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر نازل شدہ کتاب یعنی قرآن پر بھی ایمان لائے ہیں اور آپ ﷺ سے پہلے انبیاء پر نازل شدہ کتابوں پر بھی ایمان لائے ہیں۔ لیکن عملی طور پر وہ ایسی بات کے مرتکب ہوتے ہیں جو ان کے اس دعوی کے بطلان کا باعث ہوتی ہے اور اس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ ان کا مذکورہ دعوی جھوٹ پر مبنی ہے۔ عملی طور پر وہ ہر فیصلہ اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ کتاب سے کروانے کی بجائے طاغوت سے کرواتے ہیں یہ ان کے دعوی کے بطلان کا باعث ہے حالانکہ انہیں رسول اللہ ﷺ پر نازل شدہ کتاب اور آپ ﷺ سے پہلے نازل شدہ کتابوں میں طاغوت کے انکار کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔''❶

شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ کا فرمان: ﴿يَزْعُمُونَ﴾ ان کے دعوی ایمان کی تکذیب کے لیے ذکر کیا گیا ہے۔ کیونکہ بنیادی طور پر ایمان اور نبی کریم ﷺ کی شریعت کو چھوڑ کر کسی دوسرے سے فیصلہ کروانا یہ دونوں باتیں ایک دل میں جمع نہیں ہوسکتیں۔ بلکہ یہ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔''❷

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''یہاں طاغوت سے مراد ہر وہ شخص ہے جو کتاب وسنت کو چھوڑ کر باطل کے ذریعے فیصلے کرتا ہے اور لوگ فیصلے کروانے کے لیے اس کے پاس جاتے ہیں۔''

۲۔ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے والا حاکم جو بھی فیصلہ کرتا ہے لوگ اس کے

❶ فتح القدير: ١/ ٤٨٢.
❷ رسالة تحكيم القوانين.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلے کو تسلیم کرتے ہیں تو اس طرح وہ ان کا معبود بن جاتا ہے کیونکہ لوگ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چھوڑ کر اس کی بات تسلیم کر کے اس کی غیر مشروط اطاعت کرتے ہیں۔

یاد رکھئے کہ فیصلہ کروانا عبادت کے زمرے میں آتا ہے جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہی خاص ہے۔ جو کسی غیر سے فیصلہ کرواتا ہے وہ اس غیر کو اپنا الہ سمجھ رہا ہے اور اس کی عبادت کر رہا ہے۔

۳۔ جو حاکم اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چھوڑ کر دوسرے قوانین کے ذریعے فیصلہ کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے اطاعت گذار بندوں کو اللہ تعالیٰ کی شریعت سے نکال کر شرک، کفر اور جاہلیت کے اندھیروں میں ڈال دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے ایسے ہی حاکم مراد ہیں:

﴿وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِيٰٓـُٔهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (البقرة : ۲۵۷)

''اور کافروں کے اولیاء طاغوت ہیں۔ جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، یہ لوگ اہل دوزخ ہیں جو ہمیشہ اسی میں پڑے رہیں گے۔''

یاد رکھیئے! ہم جب اللہ تعالیٰ کی شریعت کے بغیر فیصلہ کرنے والے حاکم کے طاغوت ہونے کے بارے میں بات کر رہے ہیں تو اس سے ہماری مراد وہ حاکم نہیں جو اللہ تعالیٰ کی شریعت کو پسند کرنے والے ہوتے ہیں، اور اس کے متبادل کسی نظام سے خوش نہیں ہوتے۔ اور حتی المقدور اپنی زندگی کے تمام شعبوں میں اسے لاگو کرنے کی کوشش میں لگے رہتے ہیں لیکن کبھی کبھار ایسا ہو جاتا ہے کہ ان کی ذاتی کمزوری یا بشری لغزش کی وجہ سے ان سے کوئی فیصلہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کی مخالفت میں صادر ہو جاتا ہے جس کے گناہ کا انہیں پورا احساس ہوتا ہے اور وہ اپنی غلطی کا اعتراف کرتے ہیں۔ جیسا کہ بنو امیہ، بنو عباس اور ان کے بعد آنے والے مسلمان حکمرانوں میں سے اکثر کی کیفیت تھی ان حکمرانوں کے ہاں قانون

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عام (وہ کسوٹی جس پر تمام تنازعوں کے فیصلے کیے جائیں) شریعت اسلام کے علاوہ دوسرا کوئی ضابطہ اور قانون ہرگز نہ تھا۔

یہ اور اس قسم کے دوسرے حکمرانوں کو ہم مسلمان کہیں گے کیونکہ معتبر اہل علم میں سے کسی نے بھی ان کے بارے میں کفر کا فتویٰ نہیں لگایا۔ اس قسم کے حکمرانوں پر ہم ابن عباس رضی اللہ عنہما اور ان جیسے دوسرے اہل علم کے اس قول کا اطلاق کریں گے جس میں انہوں نے فرمایا: ((لیس الکفر الذی تذھبون الیه .)) (کفر دون کفر) یہ وہ کفر نہیں ہے جو ملت اسلام سے خارج کر دیتا ہے۔

طاغوت سے ہماری مراد ایسے حکمران نہیں ہیں جو کہ ایک لمبے عرصے سے نقشہ عالم سے مفقود ہو چکے ہیں بلکہ ہماری مراد وہ حکمران ہیں جو آج کل مسلمانوں کے ملکوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔

اس بارے میں بعض اہل علم کے اقوال آپ کی خدمت میں پیش کیے جاتے ہیں:

امام اسماعیل بن عمر بن کثیر رحمۃ اللہ علیہ ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ (المائدہ: ٥٠) کی تفسیر کے تحت رقمطراز ہیں:

''اللہ تعالیٰ اس انسان کی مذمت بیان کر رہا ہے جو اس کے محکم اور مضبوط قانون سے نکلنے کی کوشش کرتا ہے اور اس کو چھوڑ کر دوسری آراء، نظریات اور اصطلاحات کی طرف رجوع کرتا ہے، حالانکہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہر بھلائی کے کام پر مشتمل ہے اور ہر برائی سے روکنے والا ہے، اور دوسری آراء و نظریات خالصتاً انسانی ذہن کی پیداوار ہیں اور انہیں وضع کرنے کے لیے شریعت سے راہنمائی نہیں لی گئی۔ زمانہ جاہلیت میں لوگ نفسانی خواہشات اور ذاتی نظریات کے ذریعے وضع کردہ اصول و قواعد کے مطابق فیصلے کیا کرتے تھے۔ جیسا کہ تاتاری اپنے بادشاہ چنگیز خان کی وضع کردہ قانون کی کتاب کے ذریعے اپنے ملکی معاملات میں فیصلے کرتے ہیں۔ چنگیز خان کی وضع کردہ یہ قانون کی کتاب ایسے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

احکام وضوابط کا مجموعہ ہے جو اس نے مختلف شریعتوں مثلاً یہودیت، عیسائیت اور اسلام سے اخذ کیے ہیں۔ اور اس میں بہت سے ایسے احکام بھی ہیں جو خالصتاً اس کے اپنے نقطۂ نظر اور سوچ پر مبنی ہیں۔ تاتاریوں کے نزدیک یہ مجموعہ ایک ایسی شریعت کا روپ دھار چکا ہے جسے وہ فیصلہ کرنے کے لحاظ سے کتاب وسنت سے زیادہ فوقیت دیتے ہیں۔ جو کوئی ایسا کرے گا وہ کافر ہے اور اس کے ساتھ قتال کرنا واجب ہے جب تک وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو اکیلا ماخذ مان کر اس کی طرف رجوع نہ کرے۔ خواہ کوئی چھوٹا معاملہ ہو یا بڑا وہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے بغیر کسی سے فیصلہ نہ کروائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿أَفَحُكْمَ الْجَاهِلِيَّةِ يَبْغُونَ﴾ یعنی وہ جاہلیت کے قوانین کے مطابق فیصلہ کروانا چاہتے ہیں۔ ﴿وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللَّهِ حُكْمًا لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ﴾ ''حالانکہ یقین کرنے والوں کے نزدیک اللہ سے بہتر فیصلہ کرنے والا کوئی نہیں ہو سکتا۔'' (تفسیر ابن کثیر ۲/ ۷۰)

شیخ محمد حامد الفقی رحمہ اللہ ابن کثیر کے اس کلام پر اضافہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''جو شخص قتل، زناکاری یا چوری وغیرہ کے مقدمات میں فرنگیوں کے قوانین کے ذریعے فیصلے کرتا ہے اور ان قوانین کو کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ پر مقدم کرتا ہے وہ بھی تاتاریوں جیسا ہے بلکہ ان سے بھی بدتر ہے۔ ایسا شخص اگر اسی طریقے پر ڈٹا رہے اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کے مطابق فیصلہ کرنے کا راستہ اختیار نہ کرے تو وہ بلا شک وشبہ کافر اور مرتد ہے۔ اسے نہ تو مسلمانوں کا کوئی نام فائدہ دے سکتا ہے اور نہ ہی ظاہری اعمال مثلاً نماز، روزہ، حج اور زکوۃ وغیرہ کا اسے کوئی فائدہ پہنچ سکتا ہے۔'' [1]

علامہ احمد شاکر، ابن کثیر رحمہ اللہ کے گذشتہ اقوال پر اضافہ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

[1] حاشیہ فتح المجید، صفحہ: ۳۹۶.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''کیا شرعی طور پر یہ جائز ہے کہ مسلمان اپنے ملکوں میں ایسے قوانین کے ذریعے فیصلے کریں جو کہ بت پرست اور ملحد یورپ کے قوانین سے اخذ کیے گئے ہیں۔ بلکہ یہ قوانین ان کی اپنی ذاتی خواہشات اور آراء پر مبنی ہوتے ہیں جن میں یہ اپنی مرضی سے تغیر و تبدل کرتے رہتے ہیں اور اس بات کی کوئی پرواہ نہیں کرتے کہ آیا یہ قوانین شریعت کے موافق ہیں یا اس کے مخالف؟ ان قوانین کے بارے میں یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ یہ ایسا کھلا کفر ہے جس میں کسی قسم کا کوئی اخفاء نہیں ہے، اور مسلمانوں کے لیے یہ کسی صورت جائز نہیں کہ وہ ان قوانین کو تسلیم کریں، ان کے سامنے اپنا سر جھکائیں اور ان کے مطابق عمل کریں۔'' [1]

شیخ الاسلام ابو العباس احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''دنیا کی ہر قوم عدل و انصاف کے مطابق فیصلے کرنے کا دعویٰ کرتی ہے۔ ایسے لوگوں کے ہاں عدل ان کے آباء و اجداد کے نظریات کا نام ہوتا ہے۔ بلکہ اکثر ایسے لوگ بھی جو اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتیہیں اپنے قبائلی رسوم و رواج کے مطابق فیصلے کرتے ہیں جو کہ اللہ تعالیٰ نے نازل نہیں کیے ہوتے۔ یہ بات کفر ہے۔ ان لوگوں کو اگر یہ معلوم بھی ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف فیصلہ کرنا درست نہیں تو وہ پھر بھی اس کا خیال نہیں رکھتے بلکہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کے خلاف فیصلہ کرنے کو جائز سمجھتے ہیں، یہ لوگ کافر ہیں۔'' [2]

علامہ مفتی الدیار السعودیہ شیخ محمد بن ابراہیم آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اللہ تعالیٰ اپنے نازل کردہ حکم کے علاوہ کسی اور چیز کے ساتھ فیصلہ کرنے والوں کو کافر، ظالم اور فاسق کہہ رہا ہے۔ یہ بات محال ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے لوگوں کو کافر کہے اور وہ کافر نہ ہوں، ہرگز نہیں یہ لوگ پکے کافر ہیں۔ ہاں کفر اعتقادی یا عملی ہوسکتا ہے...... اعتقادی کفر کی کئی ایک صورتیں ہوسکتی ہیں:

---

[1] عمدة التفاسير. [2] فتاوى ابن تيميه ٣/٣١٧.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اولاً......: جو شخص بھی دین کے اصولوں میں سے کسی ایک اصول یا کسی متفق علیہ شرعی مسئلہ یا نبی علیہ السلام کی لائی ہوئی کسی بھی قطعی بات سے ایک حرف کا بھی انکار کرے تو وہ کافر ہوگا اور اس کا کفر اسے ملت اسلامیہ سے خارج کرنے والا ہوگا۔

ثانیا......: جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے حکم اور فیصلہ کے حق ہونے کا انکار تو نہ کرے لیکن یہ اعتقاد رکھے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی دوسرے کا حکم آپ کے حکم سے زیادہ اچھا اور زیادہ مکمل ہے اور یہ انسانی قانون لوگوں کی آج ضرورت ہے۔

ثالثاً......: جو شخص وضعی قانون کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم سے اچھا تو نہیں مگر اس جیسا ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے تو یہ بھی کافر ہونے میں پہلی دو قسموں کی مانند ہے یعنی یہ ایسا کفر ہے جو ملت اسلامیہ سے خارج کرتا ہے کیونکہ اس بات سے خالق اور مخلوق میں برابری ہوتی ہے۔

رابعاً......: جو شخص اللہ کے نازل کردہ احکام کے علاوہ دوسری کسی چیز سے فیصلہ کرنے کو اللہ اور اس کے رسول کے فیصلے سے مشابہ اور بہتر ہونے کا اعتقاد تو نہیں رکھتا لیکن اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے علاوہ دوسری کسی چیز سے فیصلہ کرنا جائز سمجھتا ہے۔

خامساً......: اللہ تعالیٰ کی مخالفت کے اعتبار سے یہ سب سے بڑی صورت ہے یہ اللہ اور اس کے رسول کے احکام کے سامنے تکبر، مخالفت اور شرعی عدالتوں کی ریس ہے۔ جہاں یہ غیر اللہ کا حکم نافذ کرنے والے ادارے شرعی عدالتوں کی طرح ہی قائم کیے جاتے ہیں، ان کی باقاعدہ امداد اور سپورٹ کی جاتی ہے، ان کو اصول و فروع اور اشکال و انواع کے اعتبار سے شرعی عدالتوں کا ہی مقام دیا جاتا ہے، ان کے فیصلوں کو ویسا ہی مانا اور بزور منوایا جاتا ہے، ان کو ویسے ہی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مستند اور مرجع قرار دیا جاتا ہے جس طرح شرعی عدالتوں کا مرجع و ماخذ کتاب و سنت ہے اسی طرح ان خود ساختہ عدالتوں کا مرجع و ماخذ بہت سی شریعتوں اور قوانین سے لیا ہوا قانون کا پلندا ہوتا ہے جس کو فرانسیسی ،امریکی ،برطانوی اور دیگر قوانین سے اخذ کیا گیا ہوتا ہے۔ بعض بدعت پر مبنی مذاہب اور اس جیسی دوسری چیزیں بھی اس کی بنیاد میں شامل کی جاتی ہیں اس مذکورہ نہج پر تیار شدہ عدالتوں کے دروازے اسلامی ممالک میں آپ کو جابجا کھلے ملیں گے، لوگ گروہ در گروہ ان میں جا رہے ہیں، ان ملکوں کے حکام اپنے عوام کے درمیان کتاب و سنت کے مخالف وضعی قانون کے احکام کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اور ان پر ان عدالتوں کے فیصلے لاگو کیے جاتے ہیں، ان فیصلوں کا ان سے اقرار کروایا جاتا ہے تو پھر اس کفر سے بڑھ کر اور کفر کیا ہو سکتا ہے؟ محمد ﷺ کے اللہ کے رسول ہونے کی گواہی کی مخالفت اور اس سے انحراف اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا؟

سادساً...... : اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے علاوہ کسی دوسری چیز کے ساتھ فیصلہ کرنے کی وہ ہے جس کے ساتھ دیہاتوں میں قبیلوں کے سردار فیصلے کرتے ہیں یہ فیصلے ان کے باپ دادا کے قصے، کہانیوں اور رسم و رواج سے اخذ کیے گئے ہوتے ہیں اور ان کو ورثہ میں ملے ہوتے ہیں (اور ہمارے ہاں اسے پنچائت، ثالثی کمیٹی اور جرگہ کا نام دیا جاتا ہے) یہ باپ دادا کے انہیں جاہلانہ احکام کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں اور رسول کریم کے حکم سے منہ پھیرتے اور بے رغبتی کرتے ہوئے اپنی اور باپ دادا کی جاہلیت پر اڑے رہتے ہیں۔

لا حول ولا قوة الا بالله . ''❶

شیخ عبدالعزیز بن باز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ لوگوں کے احکام و آراء اللہ تعالیٰ کے احکام سے بہتر

❶ رسالہ تحکیم القوانین.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں یا ان کے ہم مثل یا مشابہ ہیں ، یا وہ شخص اللہ تعالیٰ کے احکام کو چھوڑ کر انسانوں کے وضع کردہ قوانین کو ان کے قائم مقام قرار دیتا ہے اس کا کوئی ایمان نہیں۔ اگرچہ اس کا یہ اعتقاد ہو کہ اللہ تعالیٰ کے احکام بہترین ، زیادہ مکمل اور درست ہیں...... جو اللہ تعالیٰ کا مطیع ہو اور اس کی وحی کے مطابق فیصلہ کروائے وہی اس کا عبادت گذار ہے۔ اور جو کسی غیر کا مطیع ہو جائے اور اس کی شریعت کے مطابق فیصلے کروائے وہ طاغوت کا عبادت گذار اور اس کا مطیع بن جاتا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَ قَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ﴾

"لیکن وہ اپنے فیصلے طاغوت کی طرف لے جانا چاہتے ہیں حالانکہ انہیں حکم دیا گیا ہے کہ اس کا کفر کریں۔" (النساء: ٦٠)

کلمہ شہادت لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جس کا ہم اقرار کرتے ہیں اس کے تقاضوں میں یہ بات بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرنے کے ساتھ ساتھ طاغوت کی بندگی اور اس سے فیصلہ کروانے کا انکار بھی کیا جائے۔"[1]

دیکھیے ! شیخ رحمہ اللہ نے کس خوبی کے ساتھ یہ بات بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چھوڑ کر انسانوں کے وضع کردہ قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے سے ہی انسان کے ایمان کی مطلقاً نفی ہو جاتی ہے۔ اگرچہ وہ شخص اللہ تعالیٰ کی شریعت اور اس کے حکم کے بارے میں درست عقیدے کا دعویدار ہو جیسا کہ موجودہ دور میں ہمارے اکثر قانونی اداروں کی حالت زار ہے۔

۴: اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی دوسرا شریعت ساز:

شریعت ساز (فرد واحد، نظام یا پارلیمینٹ) قانون نافذ کرنے والے حاکم سے مختلف ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں انہیں قانون ساز اداروں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان کا قانون نافذ

[1] رسالة وجوب تحكيم شرع الله.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے والی انتظامیہ سے ایک گہرا تعلق ہوتا ہے۔ کیونکہ جو قوانین اور دستور یہ ادارہ وضع کرتا ہے قانون نافذ کرنے والے ادارے ان قوانین کو لاگو کرنے اور منوانے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے علاوہ قانون ساز ایک شخص بھی ہوسکتا ہے، ایک ادارہ، جماعت یا اسمبلی بھی ہوسکتی ہے جو کہ بہت سے قانون سازوں سے ملکر بنتی ہے۔ یا اس سے مراد وہ صوفی اور مشائخ وغیرہ بھی ہوسکتے ہیں جو اپنے اوپر دین کا لبادہ اوڑھ کر لوگوں کے لیے قرآن وسنت سے آزاد شریعت بناتے ہیں۔

اس بارے میں عمومی طور پر یہ بات کہی جائے گی کہ: جو شخص شریعت سازی یعنی کسی چیز کو حلال وحرام یا اچھا و برا قرار دینے کا اختیار اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اپنے لیے خاص کر لیتا ہے، اور وہ اپنے نظریے اور خواہش کے مطابق لوگوں کے لیے شریعت بنانا شروع کر دیتا ہے ایسا شخص طاغوت ہے۔ اسے کافر قرار دینا اور اس کا کفر کرنا واجب ہے۔

یہ لوگوں کا اللہ تعالیٰ کے خلاف بہت بڑی جرأت کا اظہار ہے کہ انہوں نے اپنے اور اپنی قوموں کے لیے ایسی قانون ساز اسمبلیاں وضع کر لی ہیں جنہیں انہوں نے قومی اسمبلیوں کا نام دے رکھا ہے۔ ان اسمبلیوں کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اللہ کی شریعت سے آزاد قانون سازی کرسکتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کی شریعت کو چھوڑ کر لوگوں کے لیے قوانین وضع کرسکتے ہیں۔ وہ اسمبلی جسے قرآن وسنت سے آزاد قانون سازی کا غیر مشروط حق حاصل ہو وہ یقیناً طاغوت ہے۔ اور اسلامی ملکوں میں موجود اسمبلی کے ایسے ارکان جو یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ پارلیمنٹ کو اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین سے آزاد ہو کر اپنی مرضی سے قانون وضع کرنے کا مطلق حق حاصل ہے وہ طاغوت کے اولیاء ہیں۔

۵: انسانوں کے وضع کردہ قوانین:

اللہ تعالیٰ کی شریعت کی مخالفت میں وضع کردہ قوانین بذات خود طاغوت ہیں۔

ارشاد ربانی ﴿يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوٓا۟ إِلَى ٱلطَّـٰغُوتِ﴾ سے یہی مفہوم مراد ہے۔

طاغوت کی اس قسم میں انسانوں کے بنائے ہوئے وہ قوانین اور دستور بھی شامل ہیں جنہیں

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ملکوں اور معاشروں پر نافذ کرنے کے لیے بنایا جاتا ہے۔ ملکی انتظامیہ کے ہاں یہ قوانین ایک مقدس دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ وہ ان کی ہر ہر شق کو نافذ کرنے کے پابند ہوتے ہیں۔ ان لوگوں کے ہاں دستور اور قانون ہر چیز سے بالاتر ہے اور کوئی چیز بھی قانون اور دستور سے بالاتر نہیں ہو سکتی۔

قانون اور دستور کا لوگوں کے دلوں پر ایک خاص رعب ہوتا ہے اس لیے وہ ہر چیز سے خروج برداشت کر سکتے ہیں اور ہر چیز پر تنقید کر سکتے ہیں لیکن قانون اور دستور کے دائرے سے نکلنا ان کے لیے محال ہوتا ہے اور وہ اسے تنقید سے بالا تر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ دستور بھی طاغوت ہے اور اسے بنانے والے بھی طاغوت ہیں۔ تباہی و بربادی ہے ان لوگوں کے لیے جو دستور کو اس قدر تقدس اور احترام کا درجہ دیتے ہیں۔

ایسی کتابیں جو کفر کی ترویج اور اس کی طرف دعوت دینے کا سبب ہیں وہ بھی طاغوت کی اس قسم میں شامل ہیں۔ خاص طور پر وہ کتابیں جو لادین اور کافر گروہوں کے عقیدہ و منہج کی مبادیات پر مشتمل ہوتی ہیں اور ان جماعتوں کے لیے اہم مراجع و مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں۔ جو کتاب کفر و شرک کی دعوت پر مبنی ہو وہ ایک دستاویز ہے جو ہمیشہ اپنا جال پھیلائے رکھتا ہے اور اس انتظار میں رہتا ہے کہ کوئی اس کے پھندے میں پھنسے اور اس کی تعلیمات کے مطابق عمل کرے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ: طاغوت تو وہ ہوتا ہے جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جائے تو قوانین کی عبادت کس بات میں پوشیدہ ہے؟

اس کا جواب یہ ہے کہ: قانون کی عبادت اس کے مطابق فیصلہ کروانے اور اس کی بات ماننے میں پوشیدہ ہے، کیونکہ قانون کی بات بغیر کسی رد و بدل اور اعتراض کے مانی جاتی ہے۔ یہ تمام باتیں لغوی اور اصطلاحی اعتبار سے عبادت کے مفہوم میں داخل ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی طرف نہیں پھیرا جا سکتا۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۶: اقوام متحدہ:

یہ بھی طاغوتی ادارہ ہے کیونکہ......

۱۔ رکن ممالک اقوام متحدہ کے چارٹر کی پابندی کا عہد کرتے ہیں۔ یہ ایک ایسی اسمبلی ہے جو اپنے قوانین وضع کرنے کے لیے کتاب وسنت کے تابع نہیں ہے۔ یہ صرف اور صرف عالمی طاغوتی طاقتوں کے مفادات اور خواہشات کا تحفظ کرتی ہے۔

۲۔ یہ ایک ایسی اسمبلی ہے کہ اقوام عالم اور ممالک اپنے باہمی اختلافات اور جھگڑوں کا فیصلہ کروانے کے لیے اللہ تعالیٰ کے احکام کی بجائے اس کے قوانین کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

۳۔ اس طاغوتی ادارے کے بارے میں اقوام عالم کا نظریہ یہ ہے کہ اقوام متحدہ کا چارٹر ہر قسم کی تنقید اور اعتراض سے بالاتر ہے اور اس کے ہر حکم اور قانون کو قبول اور نافذ کرنا ضروری ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجے جانے والے طواغیت میں سے اس سے بڑھ کر اور کون سا طاغوت ہوسکتا ہے؟ حیرت ہے کہ اس کے باوجود بھی مسلم ممالک اس کی حاکمیت اور بالا دستی کا اعتراف کرنے اور اس ادارے کی رکنیت قبول کرنے میں تردد نہیں کرتے۔

۷: جمہوریت:

جمہوریت ایک ایسا دستور ہے جو وجودِ کائنات، زندگی اور انسان کے بارے میں اپنا ایک خاص نظریہ رکھتا ہے۔ یہ لادینیت کے پرچار کی ایک شکل ہے جس کی بنیاد ملک اور زندگی کے معاملات سے دین کو جدا کردینے پر قائم ہے۔ جمہوریت کا نظریہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لیے صرف مسجدیں، گرجے اور دوسرے عبادت خانے ہیں جبکہ زندگی کے باقی تمام معاملات قیصر (بادشاہ وقت) کے لیے ہیں۔

قومی مصلحت کے تقاضا کے تحت قیصر کو مکمل اختیار ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے خاص امور یعنی عبادت اور عبادت گاہوں کے معاملات میں دخل اندازی کرسکتا ہے، جبکہ اللہ تعالیٰ کو قیصر

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے معاملات میں دخل اندازی کا کوئی حق حاصل نہیں ہے۔'دینِ جمہوریت' کے اس نظریے کے خلاف اگر کوئی تحریک اٹھائی جاتی ہے تو یہ الزام لگا کر اسے دبانے کی کوشش کی جاتی ہے کہ دین کو سیاست میں شامل کیا جارہا ہے یا سیاست کو دین سے آلودہ کیا جارہا ہے اور اس کے ساتھ تحریک اٹھانے والوں پر بنیاد پرست اور دہشت گرد ہونے کا الزام لگا کر ایسی تحریک کو مکمل طور پر ختم کردیا جاتا ہے۔

جمہوریت کے مندرجہ ذیل نکات ایسے ہیں جو اسے اسلام سے جدا کرتے ہیں:

۱: قوم اپنا فیصلہ خود ہی کرے گی۔ یعنی جمہوریت کی نگاہ میں شریعت ساز اور اطاعت کے لائق اللہ تعالیٰ کی بجائے خود اس ملک کے لوگ ہیں۔

۲: آزادی فکر، اگرچہ اس کا نتیجہ دین سے ارتداد کی صورت میں ہی کیوں نہ نکلتا ہو۔

۳: آزادی اظہار: اگرچہ اس کا نتیجہ دین پر طعن و تشنیع کی صورت میں ہی کیوں نہ نکلتا ہو۔ کیونکہ جمہوریت اور اس کے داعیوں کی نگاہ میں دین اعتراض، تنقید اور معاقبہ سے بالاتر نہیں ہے۔

۴: شخصی آزادی: لوگوں کو جمہوریت کے سائے میں ہر کام کرنے کی کھلی چھٹی ہے۔ اگرچہ وہ حیوانیت پر ہی کیوں نہ اتر آئیں۔

۵: اکثریت کی رائے پر اعتماد کرنا اور اسے مقدس اور محترم سمجھنا اگرچہ وہ باطل ہی کیوں نہ ہو۔

۶: ہر چیز میں ووٹنگ اور چناؤ پر انحصار کرنا اگرچہ وہ مقدس چیز اور اللہ تعالیٰ کے دین کا کوئی معاملہ ہی کیوں نہ ہو۔

۷: ووٹنگ اور چناؤ میں ایک جاہل ترین شخص کی رائے کا ایک بہت بڑے عالم کی رائے کے برابر ہونا۔

۸: معیشت میں سرمایہ دارانہ نظام اور اس کے مضمرات پر انحصار کرنا۔

۹: سیاسی جماعتوں اور پارٹیوں کی تشکیل کی مکمل آزادی، وہ جماعتیں اور پارٹیاں خواہ کسی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی عقیدہ وفکر اور تفردات کی حامل ہی کیوں نہ ہوں۔

یہ بات واضح ہوگئی کہ جمہوریت اور اس کے داعیوں کے ہاں انسان اور اس کی خواہشات معبود اور قابل اطاعت ہیں۔ اس جدید دین میں لوگ اس قدر غلو کا شکار ہیں کہ وہ اس کی بنا پر محبت کرتے اور اسی کی بنا پر دشمنی روا رکھتے ہیں، اسی کی بنا پر جنگ کرتے ہیں اور اسی پر صلح کرتے ہیں۔ جو دین جمہوریت کو اختیار کرلے اس سے ان کی صلح اور محبت ہوتی ہے اور جو اس کا انکار کردے اس سے جنگ کرتے اور دشمنی رکھتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم

جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ ذاتی طور پر محبوب سمجھا جائے

محبت ونفرت اور دوستی و دشمنی عبادت کے مفہوم میں شامل ہیں۔ اللہ تعالی کا مکمل عبادت گذار بننے کی صرف یہی ایک صورت ہے کہ وہ اسی چیز سے محبت کرے جس سے اللہ تعالی محبت کرتا ہو اور اس چیز کو ناپسند کرے جو اللہ تعالی کو ناپسند ہو، اور جو اللہ اور اس کے رسول کا دوست ہو اس سے دوستی رکھے اور جو اللہ اور اس کے رسول کا دشمن ہو اس سے دشمنی رکھے، اور اس بات سے خوش ہو جس سے اللہ تعالی خوش ہوتا ہو اور اس بات سے ناراض ہو جس سے اللہ تعالی ناراض ہوتا ہو۔ جس شخص کی محبت ونفرت اور دوستی ودشمنی غیر اللہ کے لیے ہوگی ایسا شخص اس غیر کا عبادت گذار ہوگا خواہ وہ شخص اس بات کا اقرار کرے یا نہ کرے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

”جس نے اللہ تعالی کے لیے محبت کی، اور اللہ تعالی کے لیے دشمنی رکھی، اللہ تعالی کے لیے عطا کیا اور اللہ تعالی کے لیے ہی روکا اس کا ایمان مکمل ہوگیا۔“ ❶

” ایمان کا سب سے مضبوط سہارا اللہ تعالی کے لیے دوستی رکھنا، اللہ تعالی کے لیے دشمنی رکھنا، اللہ تعالی کے لیے محبت کرنا اور اللہ تعالی کے لیے بغض رکھنا ہے۔“ ❷

ان تمام چیزوں کو ایمان کا سب سے مضبوط سہارا اس وجہ سے کہا گیا ہے کیونکہ ان تمام امور کے ذریعے سے بندگی درجہ کمال اور اعلی ترین مرتبے کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔ اس

---

❶ أبوداؤد ٤٦٨١، صححه الباني.

❷ أحمد، صحيح الجامع الصغير: ٢٥٣٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیے جس کسی نے دوستی اور دشمنی کا یہ معیار غیر اللہ کے لیے روا رکھا اس نے عبودیت اور بندگی کو اپنے اعلیٰ ترین مراتب کے ساتھ غیر اللہ کے لیے ثابت کر دیا۔

اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر جس ذات کو بھی سب سے بڑھ کر محبوب سمجھا جائے وہ طاغوت ہوگا۔ کیونکہ پھر اسی کی وجہ سے محبت کی جاتی ہے اور اسی کی خاطر دشمنی رکھی جاتی ہے اور اس بارے میں حق یا باطل کو نہیں پرکھا جاتا۔ ایسا شخص طاغوت بن جاتا ہے کیونکہ اسے ایسی چیز میں اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیا گیا ہے جو خالص اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللَّهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللَّهِ﴾

''بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو غیر اللہ کو اللہ کے شریک ٹھہرا کر ان سے ایسی محبت رکھتے ہیں، جیسی محبت اللہ سے ہونی چاہیے۔'' (البقرة: ١٦٥)

جس سے اللہ تعالیٰ کے علاوہ ذاتی طور پر محبت کی جائے وہ طاغوت ہوتا ہے اور اسکی مختلف صورتیں ہوسکتی ہیں۔ کبھی یہ حاکم، بزرگ یا جماعت کے لیڈر کی شکل میں ہوتا ہے، کبھی یہ وطن، قوم، قبیلہ، عورت یا مال کی شکل میں ہوتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''درہم کا بندہ تباہ ہوگیا۔''❶

اور فرمایا کہ ''جو شخص ہمیشہ مال بڑھانے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے وہ طاغوت کے راستے میں ہے اور وہ شیطان کے راستے میں ہیں۔''❷

ا: وطن اور وطن پرستی:

وطن اس وقت طاغوت کے مفہوم میں داخل ہوگا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ الٰہ بن جائے گا جب وطن اور اس کی جغرافیائی وحدت کی طرف نسبت کی وجہ سے الولاء والبراء کو قائم کیا جائے۔ اور اسی کی بنیاد پر تمام حقوق اور واجبات کو تقسیم کیا جائے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ جو کوئی اس وطن کی طرف منسوب ہے اور اس کی حدود میں رہنے والا ہے اگر چہ وہ سب سے بڑا

❶ صحيح بخاري: ٢٨٨٧. ❷ السلسلة الصحيحة ٢٢٣٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافر کیوں نہ ہو اسے تمام حقوق اور سہولیات ملیں گی۔ اور جو کوئی سکونت اور شہریت کے اعتبار سے اس وطن کا باشندہ نہ ہو اسے وہ حقوق اور سہولیات کبھی نہیں مل سکتیں جو یہ کافر حاصل کر رہا ہے اگر چہ وہ سب سے زیادہ متقی اور افضل ترین انسان ہی کیوں نہ ہو۔

اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء کے فتاویٰ میں یہ بات مذکور ہے:

جو شخص یہودیوں، عیسائیوں، تمام کافروں اور مسلمانوں کے درمیان صرف وطن کا ہی فرق رکھتا ہے اور ان کے احکام ایک جیسے سمجھتا ہے وہ شخص کافر ہے۔

اس شخص کے کافر ہونے کا سبب یہ ہے کہ اس نے عقیدہ الولاء والبراء میں وطن کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا اور اس بارے میں عقیدہ و دین کے بجائے وطن اور مٹی کو معتبر سمجھا۔ بہت سے شرعی دلائل اس عقیدے اور نظریے کا رد پیش کرتے ہیں کیونکہ ان دلائل سے یہ بات ثابت ہے کہ الولاء والبراء کے لیے دین اور عقیدہ کو معیار بنانا واجب ہے۔

لوگوں نے وطن کی تعظیم اور اس کو الٰہ ثابت کرنے میں اس قدر غلو سے کام لیا کہ ملکی نظام تعلیم اور میڈیا کے ذریعے قوم کی تربیت اس طرح کی کہ وہ اپنے ہر عمل کی غرض و غایت وطن ہی کو قرار دے، لوگ وطن کے لیے جہاد کرتے ہیں، وطن کے لیے عطیات دیتے ہیں، وطن کے لیے جان قربان کرتے ہیں اور اسی طرح دوستی اور دشمنی بھی صرف وطن کے لیے ہی روا رکھتے ہیں۔ اور اس طرح ہر وہ کام جو صرف اللہ تعالیٰ کے راستے میں اس کی رضا مندی کے حصول کے لیے کیا جانا چاہیے اسے وہ صرف اور صرف وطن کی خاطر انجام دیتے ہیں۔

ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھنے لگا:

''ایک شخص غنیمت کے حصول کے لیے لڑتا ہے، ایک شخص شہرت کے لیے لڑتا ہے اور ایک شخص اپنا آپ دکھانے کے لیے لڑتا ہے ان سب میں اللہ تعالیٰ کے راستے میں کون ہے؟ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی کے لیے قتال کرے وہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔''[1]

---

[1] صحيح بخاري ٢٨١٠ صحيح مسلم ١٩٠٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرعی طور پر صرف وہی قتال محبوب اور قابل قبول ہے جس کا مقصد صرف اور صرف زمین میں اللہ تعالیٰ کے کلمے کی سربلندی ہو۔ اس کے علاوہ تمام لڑائیاں جھوٹی ہیں کیونکہ ان کی غرض و غایت بھی جھوٹ پر مبنی ہوتی ہے۔ اس لیے یہ طاغوت کے راستے کے قتال شمار ہوں گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِ الطَّاغُوْتِ﴾ (النساء: ٧٦)

''جو لوگ ایمان لائے وہ تو اللہ کی راہ میں جہاد کرتے ہیں اور جو کافر ہیں، وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔''

قتال کی دو ہی قسمیں ہیں تیسری کوئی قسم نہیں۔ یا تو اللہ تعالیٰ کے راستے کا قتال ہے یا پھر طاغوت کے راستے کا قتال ہے۔ یہ دونوں بالکل واضح ہیں ان میں کسی قسم کے خلط ملط ہونے یا الجھاؤ کا کوئی شائبہ نہیں۔ ہر وہ قتال جو اللہ تعالیٰ کے راستے میں نہیں ہے وہ طاغوت کے راستے کا قتال ہے۔

اگر یہ اعتراض کیا جائے کہ یہ دو متضاد امور ہیں ایک طرف تو یہ ہے کہ آدمی کے لیے وطن کے راستے میں قربانی دینا اور قتال کرنا جائز نہیں ہے اور دوسری طرف یہ بھی ہے کہ ارض اسلام اور مسلمانوں کے اوطان کا دفاع کرنا ایک شرعی فریضہ ہے اور ہر مسلمان کو یہ فریضہ ضرور سرانجام دینا چاہیے ان دونوں امور میں کس طرح تطبیق دی جائے گی؟ اسی طرح حدیث میں یہ بھی آیا ہے کہ: جو آدمی اپنے مال یا عزت کی خاطر قتل کر دیا جائے وہ شہید ہے اس کا کیا مفہوم ہے؟

اس کا جواب یہ ہے: الحمد للہ ان امور کے درمیان کوئی تعارض نہیں ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں اور اس کے کلمے کی سربلندی کے لیے کسی چیز کے دفاع میں لڑنے کو اسلام نے مشروع قرار دیا ہے اور ایسا کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور یہ بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کا قرب

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حاصل کرنے کے لیے افضل ترین عمل ہے۔ جبکہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر کسی تعصب (وطن، قوم یا برادری) کی حمیت کی خاطر اس کے دفاع کے لیے لڑنا باطل ہے اور شرک کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ اس سے اعمال کا غیر اللہ کی طرف پھیرنا لازم آتا ہے۔

اسی طرح وطن کی محبت اور اس کی طرف میلان کا ہونا جو کہ شرعی طور پر ایک جائز عمل ہے جبکہ اس کی بنیاد پر الولاء والبراء قائم کرنا ناجائز عمل ہے۔ انسان کا مقصد حیات یہ نہیں ہونا چاہیے کہ اس کے تمام اعمال صرف اور صرف وطن کی خاطر ہو رہے ہوں۔ یہ بات شرعی طور پر جائز نہیں ہے کیونکہ اس سے وطن کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شریک کرنا لازم آتا ہے۔ اکثر لوگ ان دونوں امور کے درمیان خلط ملط کا شکار ہو جاتے ہیں۔

محمد کریم ﷺ کو مکہ تمام روئے زمین سے زیادہ عزیز تھا۔ لیکن آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی ذات سب سے زیادہ محبوب اور اس کا مرتبہ سب سے اعلیٰ و ارفع تھا۔ اسی لیے جب نبی کریم ﷺ کو آپ کی جائے پیدائش، آپ ﷺ کے بچپن اور جوانی کے گذرنے کی جگہ یعنی آپ ﷺ کے محبوب وطن مکہ سے ہجرت کرنے کا حکم دیا تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کی خاطر یثرب کی طرف ہجرت فرمائی۔ صحابہؓ اور تابعین رحمہم اللہ بھی نبی کریم ﷺ کے اسی طریقے پر چلتے رہے۔ اور ہم بھی نبی کریم ﷺ کے اسی طریقے کی اقتداء کرنے والے ہیں۔

۲: قوم اور قومیت:

تاریخ، ملک، زبان اور رنگ و نسل یہ چند ایک ایسی مبادیات ہیں جن پر نظریہ قوم اور قومیت کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔ جو قوم ان خصائص و مبادیات کی بنا پر وجود میں آتی ہے دین اور عقیدہ سے قطع نظر صرف ان بنیادوں پر ان کے درمیان دوستی اور تعاون قائم ہوتا ہے کیونکہ نظریہ قومیت اور اس کے داعیوں کے ہاں دین اور عقیدے کی کوئی خاص وقعت اور حیثیت نہیں ہوتی۔ نظریہ قومیت ان لادین اور غیر مذہب کافر طاقتوں کا خود کاشتہ پودا ہے جو دین کو امور حیات اور امور سلطنت سے علیحدہ رکھنا چاہتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو قوم ان اساسیات اور مبادیات کے ساتھ تشکیل میں آتی ہے وہ طاغوت کے زمرے میں آتی ہے۔ کیونکہ اس صورت میں الولاء والبراء اور حقوق و واجبات کی تقسیم اس قوم کی طرف نسبت کی بنیاد پر ہی عمل میں آتی ہے۔ جو اس قوم سے تعلق رکھنے والا ہے اسے دوستی اور مدد ملے گی اور وہ تمام حقوق کا حقدار ہوگا اگرچہ وہ زمین کا سب سے بڑا سرکش انسان ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو اس قوم سے تعلق نہیں رکھتا اسے ان چیزوں میں سے کچھ بھی نہیں ملے گا اگرچہ وہ زمین کا سب سے نیک انسان ہی کیوں نہ ہو۔ نظریہ قومیت کا اعتقاد رکھنا اور اس کی مدد کرنا طاغوت کا اعتقاد رکھنے اور اس کی مدد کرنے کے زمرے میں آتا ہے۔ جبکہ اسلام دین اور عقیدے کی بنیاد پر دوستی اور اخوت کو واجب قرار دیتا ہے اور اس نے رنگ و نسل اور قومیت سے قطع نظر تقوی اور عمل صالح کو لوگوں کے درمیان افضلیت اور شرف کا معیار قرار دیا ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ﴾ (الحجرات: ١٠)

''بے شک سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں۔''

سب مسلمان بھائی بھائی اور ایک دوسرے کے دوست ہیں اگرچہ وہ مختلف قوموں سے تعلق رکھنے والے اور مختلف زبانیں بولنے والے ہوں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَالْمُؤْمِنُونَ وَالْمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ﴾ (التوبہ: ٧١)

''مومن مرد اور مومن عورتیں آپس میں ایک دوسرے کے (مددگار، معاون اور دوست ہیں۔''

﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ إِنَّ اللَّهَ عَلِيمٌ خَبِيرٌ﴾ (الحجرات: ١٣)

''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے تاکہ تم

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپس میں ایک دوسرے کو پہچان سکو تمہارے کنبے اور قبیلے بنائے۔ اللہ کے نزدیک تم میں سے معزز ترین وہ ہے جو سب سے زیادہ متقی ہے۔ بلا شبہ اللہ سب کچھ جاننے والا اور باخبر ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے تقوی اور عمل صالح کو فضیلت اور شرف کا معیار قرار دیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''میرے خاندان کے یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ یہ دوسرے لوگوں کی نسبت میرے زیادہ قریب ہیں۔ جبکہ ایسا نہیں ہے، تم میں سے میرے زیادہ قریب وہ ہیں جو متقی ہیں وہ جو کوئی بھی ہو اور جہاں کہیں بھی ہوں۔'' ❶

''کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی فضیلت حاصل نہیں سوائے تقوی کے۔''

''اللہ تعالیٰ نے تم سے زمانہ جاہلیت کا کبر و غرور اور آباء و اجداد کے ساتھ فخر کرنے کو ختم کر دیا ہے۔ مومن متقی ہے اور فاجر بدبخت ہے۔ تم سب آدم کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے تھے۔ لوگوں کو چاہیے کہ وہ قوموں کی بنیاد پر فخر کرنا چھوڑ دیں۔ ایسے لوگ جہنم کا ایندھن ہوں گے، یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے ہاں سیاہ رنگ کے بدبودار حشرات الأرض سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔'' ❷

''جس نے زمانہ جاہلیت کے کسی تعلق کی تمنا کی وہ جہنم کے گروہوں میں سے ہے۔ ایک آدمی کہنے لگا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگرچہ وہ شخص نماز پڑھتا ہو اور روزے رکھتا ہو؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اگرچہ وہ نماز پڑھتا اور روزے رکھتا ہو۔ تم اللہ کی طرف اپنی نسبت کرو جس نے تمہارا نام ''مسلم''، ''مومن'' اور ''اللہ کے بندے'' رکھا ہے۔'' ❸

❶ السنہ از ابن ابی عاصم، شیخ البانی نے اسے صحیح کہا ہے۔

❷ ابو داود: ٥١١٦.

❸ صحیح ترغیب لترھیب ٥٥٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور فرمایا:

''ایسا شخص ہم میں سے نہیں جس نے اپنے آپ کو جاہلیت کی کسی بات کی طرف منسوب کیا۔'' (سنن نسائی)

اسلام کے علاوہ ہر نسبت جاہلیت کی نسبت ہے۔ ہر وہ تعلق جو عقیدہ، دین، عمل صالح اور خشیت الٰہی کے علاوہ کسی دوسری چیز پر قائم ہو وہ جاہلیت کا تعلق ہے۔ اس تعلق کو ختم کر دینا اور اس سے برأت کا اظہار کرنا واجب ہے۔

قومیت کے بارے میں ہم نے جو رائے پیش کی ہے یہ اس قبیلہ اور خاندان کے بارے میں ہے جس کے ہاں دوستی اور دشمنی کا معیار دین اور اخلاق سے قطع نظر صرف اور صرف قبیلہ یا خاندان کی طرف نسبت ہو۔ صرف وہی شخص دوستی اور مدد کا مستحق ہو جو اپنے قبیلہ یا خاندان کی طرف منسوب ہو اور اس قبیلہ کے رسوم و رواج اور قوانین کو اپنانے والا ہو اگر چہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔ اس مدد اور دوستی کا مستحق وہ شخص نہیں ہو سکتا جو اس قبیلہ سے تعلق رکھنے والا نہیں ہے خواہ وہ بہترین مسلمان اور مومن ہی کیوں نہ ہو۔

اس صورت میں قبیلہ اور اس کے رسم و رواج اہل قبیلہ کی نگاہ میں ایک ایسا معبود ہوتا ہے جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جا رہی ہوتی ہے۔ کیونکہ قبیلہ کے رسم و رواج جس بات کو لازم ٹھہراتے ہیں اسے تسلیم کیا جاتا ہے اگر چہ وہ شریعت میں حرام ہی کیوں نہ ہو۔ جس بات سے قبیلہ کے رسم و رواج قوانین روک دیں اس سے رک جایا جاتا ہے اگر چہ وہ کام شریعت میں واجب ہی کیوں نہ ہو۔ یہ واضح شرک اور کفر ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنْ أَطَعْتُمُوهُمْ إِنَّكُمْ لَمُشْرِكُونَ﴾ (الأنعام : ۱۲۱)

''اور اگر تم نے ان لوگوں کی اطاعت کی تو یقیناً تم مشرک ہو جاؤ گے۔''

یعنی اگر اللہ کی حرام کردہ اشیاء کو حلال کرنے اور اللہ تعالیٰ کی حلال کردہ اشیاء کو حرام کرنے میں ان کی بات مانو گے تو تم بھی انہیں کی طرح مشرک ہو جاؤ گے۔

بعض قبائل اور خاندانوں میں دوستی اور محبت کی ایک یہ صورت بھی معروف ہے کہ وہ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے آباء واجداد کے کارنامے بڑے فخریہ انداز سے بیان کرتے رہتے ہیں اس بات سے قطع نظر کہ وہ دین پر قائم بھی تھے یا نہیں۔ بلا شک وشبہ اسلام نے اس بات سے منع کیا ہے اور بڑی سختی سے اس سے بچنے کی تلقین کی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں دو آدمیوں نے اپنا نسب نامہ بیان کیا۔ ایک کہنے لگا: میں فلاں ہوں اور فلاں کا بیٹا ہوں اپنی نو پشتیں گنوانے کے بعد دوسرے کو گالی دے کر کہنے لگا کہ تو کون ہے؟ دوسرا کہنے لگا: میں فلاں ہوں فلاں کا بیٹا اسلام کا بیٹا۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی فرمائی کہ ان دونوں نسب بیان کرنے والوں سے کہہ دو: پہلا شخص جو نو لوگوں کی طرف اپنی نسبت بیان کرنے والا ہے وہ نو لوگ سب کے سب جہنمی ہیں اور تو دسواں بھی ان کے ساتھ جہنمی ہے۔ دوسرا شخص جو دو کی طرف نسبت بیان کرنے والا ہے وہ دونوں جنتی ہیں اور یہ تیسرا بھی ان کے ساتھ جنتی ہے۔'' ❶

۳: انسانیت پرستی:

انسانیت پرستی کا مفہوم یہ ہے کہ انسان ہونے کے ناطے تمام لوگ یکساں حقوق و واجبات کے مستحق ہیں اگرچہ وہ مختلف مذاہب وعقائد کے حامل ہی کیوں نہ ہوں۔ اس طرح لوگوں میں نیک ترین اور سب سے اعلیٰ اخلاق کا حامل شخص انسان ہونے کے ناطے دنیا کے سب سے بڑے کافر اور بد بخت ترین شخص کے برابر ہوتا ہے۔ جب تک یہ دونوں ایک ہی اصل نسل انسانی کی طرف منسوب ہیں ان دونوں میں کوئی فرق روا نہیں رکھا جائے گا۔

جب انسانیت پرستی انسان کی زندگی کا ایک خاص شعار بن جائے اور اسی کی بنیاد پر وہ دوستی اور دشمنی کو اختیار کرے، اسی کی خاطر جان ومال کی قربانی پیش کرے اور اسی کے لیے صلح وجنگ کا اعلان کرے تو اس صورت میں اس کا یہ شعار طاغوت کا روپ اختیار کرلے گا۔

❶ نسائی صحیح جامع ۱٤٩٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کی محبت کے نقصانات میں سے یہ نقصان بھی ہے کہ اس کے دعویدار جو بھی عمل کرتے ہیں اس میں انسانیت کو اللہ کا شریک بنا دیتے ہیں۔ ایسا شخص جب بھی کوئی رفاہ عامہ کا کام کرتا ہے تو اسے انسانیت کے نام پر کرتا ہے۔ اگر کبھی اپنا مال خرچ کرے تو انسانیت کے نام پر خرچ کرتا ہے۔ اگر قتال کرے تو انسانیت کے نام پر قتال کرتا ہے۔ اگر مر جائے تو انسانیت کے نام پر مرتا ہے۔ غرض جو بھی عمل کرتا ہے اسے انسانیت کے نام پر کرتا ہے۔ انسانوں کے ہاں انسانیت ایک الٰہ کا روپ دھار چکی ہے جسے وہ دوستی اور دشمنی کا معیار مانتے ہیں۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تیسری قسم

ساحر (جادوگر)

ساحر بھی طاغوت کے زمرے میں آتا ہے کیونکہ اس کا دعویٰ ہوتا ہے کہ وہ مارنے، بیمار کرنے، کاروبار کی بندش کرنے اور اس کے ساتھ ساتھ زندگی، صحت اور پریشانیوں سے نجات دینے پر قادر ہے یعنی وہ جس پر چاہے تکلیف نازل کردے اور جس کی چاہے تکلیف دور کردے۔ حالانکہ یہ اللہ تعالیٰ کے خصائص میں سے ایک اہم ترین خصوصیت ہے۔

اس کے باوجود اکثر لوگ توحید سے لاعلمی اور اپنے اوپر اللہ تعالیٰ کے حق سے بے خبری کی وجہ سے ساحروں کی اس حوالے سے عبادت کرتے ہیں کہ وہ ان کے اس دعوے کو تسلیم کرتے ہیں کہ وہ نفع اور نقصان کے مالک ہیں۔ وہ ان سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان کے لیے فلاں فلاں فوائد حاصل کرسکتے ہیں اور مریض سے دکھ اور تکلیف کو دور کرسکتے ہیں۔ اس حوالے سے ساحر طاغوت اور کافر ہے، اسلام میں اس کی حد یہ ہے کہ اس کی گردن پر اس قدر شدت کے ساتھ ضرب لگائی جائے کہ اس کا سر تن سے جدا ہوجائے۔

اس کے کافر ہونے کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ہے:

﴿وَاتَّبَعُوا مَا تَتْلُوا الشَّيَاطِينُ عَلَى مُلْكِ سُلَيْمَانَ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ وَلَـٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا يُعَلِّمُونَ النَّاسَ السِّحْرَ وَمَا أُنزِلَ عَلَى الْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَارُوتَ وَمَارُوتَ وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَا إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌ فَلَا تَكْفُرْ﴾ (البقرة: ۱۰۲)

''اور ان جنتروں منتروں کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان کے دور حکومت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے سلیمان نے کفر کبھی نہیں کیا بلکہ کفر تو وہ شیطان کرتے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھے جو لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے اور (یہ یہود اس کے بھی پیچھے لگ گئے) جو بابل میں ہاروت و ماروت دو فرشتوں پر اتاری گئی تھی یہ فرشتے کسی کو کچھ نہ سکھلاتے جب تک یہ نہ کہہ لیتے کہ ہم تو تمہارے لیے آزمائش ہیں تو تم کافر نہ بنو۔"

امام قرطبی آیت کریمہ ﴿وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَانُ﴾ کی تفسیر میں رقمطراز ہیں:

"اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو کفر سے بری قرار دیا ہے۔ جبکہ پیچھے آیت میں کہیں بھی اس بات کا تذکرہ نہیں ہوا کہ کسی نے سلیمان علیہ السلام کو کفر کی طرف منسوب کیا تھا، البتہ یہودیوں نے انہیں سحر یعنی جادو کی طرف منسوب کیا تھا۔ جب سحر کو کفر قرار دیا گیا تو ان کی سحر کی طرف نسبت ایسے ہی ہے گویا کہ انہیں کفر کی طرف منسوب کر دیا گیا ہے۔ اس لیے فرمایا: ﴿وَلَـٰكِنَّ الشَّيَاطِينَ كَفَرُوا﴾ گویا سحر کی تعلیم دینے کی وجہ سے شیاطین کا کفر ثابت ہو گیا۔"

شیخ محمد بن عبد الوہاب رحمہ اللہ نے جادو اور اس کے مطابق عمل کرنے کو نواقض الاسلام میں شامل کیا ہے جس سے بندہ ملت اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔ [1] جزیرہ عرب کے علمائے توحید نے اسی مسلک کو اختیار کیا ہے۔

❀❀❀❀

[1] الرسائل الشخصیه: ٦٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوتھی قسم

کاہن

یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو غیب کی خبریں دیتے ہیں۔ یہ غیب اور زمانہ مستقبل کی خبریں جاننے کے دعویدار ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اہم ترین خصائص میں سے ہے کہ غیب کا علم اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

﴿وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ﴾ (الأنعام : ٥٩)

”اور اللہ تعالیٰ ہی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں اللہ کے سوا ان کو کوئی نہیں جانتا۔“

اس لیے مخلوق میں سے جو کوئی بھی علم غیب اور مستقبل کی خبریں دینے کا دعوی کرے وہ کاہن، طاغوت اور سرکشوں کا امام ہے۔ جو اس کے اس دعوی کو ثابت کرے گا اس نے اس کے لیے الوہیت کے خصائص کو ثابت کر دیا اور اسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ اپنا معبود بنا لیا۔

شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”طواغیت کی بہت سی اقسام ہیں جن میں بڑے بڑے پانچ ہیں۔ ان میں ایک وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ علم غیب کا دعوی کرتا ہے۔ اس کی دلیل یہ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿عَالِمُ الْغَيْبِ فَلَا يُظْهِرُ عَلَىٰ غَيْبِهِ أَحَدًا﴾ (الجن : ٢٦) ”وہ غیب کا جاننے والا ہے اور اپنے غیب پر کسی کو آگاہ نہیں کرتا۔“ [1]

پیالے گھمانے والے، ہاتھ دیکھنے والے، فال نکالنے والے اسی طرح ستاروں اور برجوں کا علم جو اکثر پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں شائع ہوتا ہے بھی کہانت اور کاہن کے

---

[1] مجموعة التوحيد.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مفہوم میں داخل ہیں۔ اور یہ علم غیب کی وہ قسم ہے جسے اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''فال نکالنے والا اور جس کے لیے فال نکالی جارہی ہو، کاہن اور جسے کہانت کی خبریں دی جارہی ہوں، جادوگر اور جس کے لیے جادو کیا جارہا ہو ان سب کا ہمارے دین سے کوئی تعلق نہیں۔'' ❶

اور فرمایا:

''جو کسی نجومی یا کاہن کے پاس آیا اور اس کی باتوں کو سچا سمجھا، اس نے محمد ﷺ پر نازل ہونے والی شریعت کا انکار کیا۔'' ❷

موجودہ دور میں اللہ تعالیٰ کے علاوہ بہت سے پوجے جانے والے طواغیت ہیں اور وہ مختلف اقسام اور شکل وصورت کے حامل ہیں۔ ایک کتاب میں ان کا شمار بہت مشکل ہے۔ اس لیے طواغیت کی پہچان کے لیے ضابطہ یہ ہے کہ: ہر وہ چیز جس کی اللہ تعالیٰ کے علاوہ عبادت کی جارہی ہو اور اس کے لیے عبادت کا کوئی بھی پہلو اختیار کیا جارہا ہو، وہ اس پر راضی بھی ہو تو یہ طاغوت ہے جس سے اجتناب کرنا اور اس کا کفر کرنا واجب ہے۔

❀❀❀❀

❶ صحیح جامع الصغیر ٥٤٣٥.

❷ احمد۔ صحیح الجامع ٩٣٩.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کفر بالطاغوت کا طریقہ

یہ بات جان لینے کے بعد کہ طاغوت سے کفر کرنا لازمی امر ہے اور اس سے کفر کیے بغیر انسان کا ایمان مکمل نہیں ہوتا، طاغوت سے کفر کے طریقے کا جاننا بھی بہت ضروری ہے تاکہ عملی زندگی میں اس کا اظہار کیا جا سکے۔ طاغوت کے انکار کا اگر صرف زبانی طور پر دعوی کیا گیا اور عملی زندگی میں اس کا کوئی اظہار نہ کیا گیا تو اس پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صادق آئے گا:

﴿كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ﴾ (الصف: ٣)

''اللہ کو سخت ناپسند یہ بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو تم کرتے نہیں۔''

شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''طاغوت سے کفر کے معنی یہ ہیں کہ طاغوت سے بیزاری کا اعلان کیا جائے اور اس کے گمراہ اور کافر ہونے کی گواہی دی جائے، اس سے نفرت کی جائے اگرچہ وہ طاغوت بھائی یا باپ کی صورت میں ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی شخص کہتا ہے کہ میں صرف اللہ کی عبادت کرتا ہوں مگر قبروں اور مزاروں یا ان پر بنے ہوئے قبوں کے بارے میں کچھ نہیں کہتا ان پر کوئی اعتراض نہیں کرتا تو ایسا شخص لا الہ الا اللہ کی گواہی میں جھوٹا ہے نہ تو اس کا اللہ پر ایمان ہے اور نہ ہی اس نے طاغوت کا کفر کیا۔''[1]

❁❁❁❁

www.KitaboSunnat.com

[1] مجموعة الرسائل والمسائل النجدية: ٤/ ٣٣.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاغوت سے کفر کے معنی

ا۔ عبادت کا انکار کرنا:

ایک مومن اس عبادت کا انکار کرے جو اللہ کے سوا کسی طاغوت کی ہو رہی ہو اور وہ یہ اعتراف کرے کہ عبادت کی ہر قسم صرف اللہ کا حق ہے۔

﴿وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحاً إِلَى قَوْمِهِ فَقَالَ يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَهٍ غَيْرُهُ أَفَلَا تَتَّقُونَ﴾ (المومنون: ٢٣)

''یقیناً ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف رسول بنا کر بھیجا، اس نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، کیا تم (اس سے) نہیں ڈرتے۔''

﴿أَمْ لَهُمْ إِلَهٌ غَيْرُ اللَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ﴾ (الطور: ٤٣)

''کیا اللہ کے سوا ان کا کوئی معبود ہے؟ (ہرگز نہیں) اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔''

۲۔ عبادت ترک کرنا:

کفر بالطاغوت کرنے والے پر لازم ہے کہ وہ خود طاغوت کی عبادت کو ترک کرے اور اللہ اکیلے کی عبادت کرے۔

﴿قُلْ إِنِّي نُهِيتُ أَنْ أَعْبُدَ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَمَّا جَاءَنِيَ الْبَيِّنَاتُ مِن رَّبِّي وَأُمِرْتُ أَنْ أُسْلِمَ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ (المومن: ٦٦)

''آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے منع کیا گیا ہے کہ میں ان کی عبادت کروں جنہیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، جبکہ میرے پاس واضح دلائل آ چکے ہیں، مجھے یہ حکم دیا گیا

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ میں اللہ رب العالمین کا فرمانبردار بن کر رہوں۔"

﴿قُلْ أَفَغَيْرَ اللَّهِ تَأْمُرُونِّي أَعْبُدُ أَيُّهَا الْجَاهِلُونَ ۝ وَلَقَدْ أُوحِيَ إِلَيْكَ وَإِلَى الَّذِينَ مِنْ قَبْلِكَ لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُونَنَّ مِنَ الْخَاسِرِينَ﴾ (الزمر: ٦٤، ٦٥)

"آپ ان سے کہیے جاہلو کیا تم مجھے یہ مشورہ دیتے ہو کہ میں اللہ کے سوا کسی دوسرے کی عبادت کروں؟ حالانکہ آپ کی طرف اور ان لوگوں کی طرف بھی جو آپ سے پہلے تھے یہ وحی کی جا چکی ہے کہ اگر آپ نے شرک کیا تو آپ کے عمل برباد ہو جائیں گے اور آپ خسارہ اٹھانے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔"

۳۔ حق کا برملا اظہار کرنا:

کفر بالطاغوت اس صورت میں بھی ہوگا کہ طاغوت کے سامنے حق کا برملا اعلان کرتے ہوئے اپنے عقیدہ ومنہج کا کھل کر اظہار کیا جائے۔

﴿قُلْ هَٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللَّهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللَّهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾ (یوسف ۱۰۸)

"آپ کہہ دیجیے کہ میرا راستہ یہی ہے کہ میں اور میرے فرماں بردار پورے یقین اور اعتماد کے ساتھ اللہ کی طرف بلا رہے ہیں اور اللہ پاک ہے اور میں مشرکوں میں سے نہیں۔"

﴿لَكُمْ دِينُكُمْ وَلِيَ دِينِ﴾ (الکافرون: ٦)

"تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین۔"

۴۔ طاغوت کو کافر قرار دینا:

کفر بالطاغوت کا ایک طریقہ یہ ہے کہ انہیں کافر قرار دیا جائے گا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿قُلْ يَا أَيُّهَا الْكَافِرُونَ﴾ (الکافرون : ۱)

''آپ کہہ دیجئے: اے کافرو!۔''

انہیں صفت کفر کے ساتھ منسوب کرنا ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طاغوت کی بندگی کرنے والوں کو بھی کافر کہا:

﴿قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ ٥ وَإِذَا جَاءُوكُمْ قَالُوا آمَنَّا وَقَد دَّخَلُوا بِالْكُفْرِ وَهُمْ قَدْ خَرَجُوا بِهِ وَاللَّهُ أَعْلَمُ بِمَا كَانُوا يَكْتُمُونَ﴾ (المائدہ ٦١،٦٠)

''کہہ دیجئے! کیا میں تمہیں اللہ کے ہاں انجام کے لحاظ سے اس سے بھی بدتر انجام والے کی خبر دوں وہ لوگ جن پر اللہ نے لعنت کی اور ان پر اس کا غضب نازل ہوا پھر ان میں سے بعض کو بندر اور سوّر بنا دیا جنہوں نے طاغوت کی بندگی کی ،یہی لوگ درجے کے لحاظ سے بدتر اور سیدھی راہ سے بہت بھٹکے ہوئے ہیں۔ اور جب وہ آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم ایمان لے آئے ہیں حالانکہ کہ جب وہ آئے تب بھی کافر تھے اور جب گئے تب بھی کافر اور جو کچھ وہ چھپاتے ہیں اللہ خوب جاننے والا ہے۔''

﴿إِنَّكُمْ وَمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ حَصَبُ جَهَنَّمَ أَنتُمْ لَهَا وَارِدُونَ ٥ لَوْ كَانَ هَٰؤُلَاءِ آلِهَةً مَّا وَرَدُوهَا وَكُلٌّ فِيهَا خَالِدُونَ﴾

(الانبیاء ۹۹۔ ۹۸)

''تم اور جن جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو،سب دوزخ کا ایندھن بنو گے،تم سب دوزخ میں جانے والے ہو۔اگر یہ (سچے) معبود ہوتے تو جہنم میں داخل نہ ہوتے،اور سب کے سب اسی میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔''

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل کتاب طاغوت پر ایمان رکھنے کی وجہ سے جہنم جائیں گے:

﴿أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ أُوتُوا نَصِيباً مِّنَ الْكِتَابِ يُؤْمِنُونَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوتِ وَيَقُولُونَ لِلَّذِينَ كَفَرُوا هَؤُلاءِ أَهْدَى مِنَ الَّذِينَ آمَنُوا سَبِيلًا ۝ أُولَئِكَ الَّذِينَ لَعَنَهُمُ اللَّهُ وَمَن يَلْعَنِ اللَّهُ فَلَن تَجِدَ لَهُ نَصِيرًا﴾ (النساء ۵۲،۵۱)

''کیا آپ نے ان لوگوں کو دیکھا جنہیں کتاب کا کچھ علم دیا گیا ہے وہ جبت اور طاغوت پر ایمان رکھتے ہیں اور کافروں کے متعلق کہتے ہیں کہ ان ایمان والوں سے تو یہی لوگ زیادہ ہدایت یافتہ ہیں۔ یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے لعنت کی ہے اور جس پر اللہ لعنت کردے آپ اس کا کوئی مددگار نہ پائیں گے۔''

جبت سے مراد اعمال سفلیہ مثلاً: جادو، شعبدہ، ٹونے ٹوٹکے، رمل جفر، فال گیری، ہاتھ کی لکیروں کا علم، علم نجوم، آگ پر چلنا اور اس قسم کی دوسری خرافات ہیں۔

طاغوت جو دراصل خدائی کا جھوٹا دعویٰ کرتا ہے اس کا ٹھکانہ جہنم ہے:

﴿وَمَن يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلَهٌ مِّن دُونِهِ فَذَلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذَلِكَ نَجْزِي الظَّالِمِينَ﴾ (الأنبياء: ۲۹)

''اور ان میں سے جو شخص کہے کہ اللہ کے علاوہ میں بھی الٰہ ہوں اسے ہم جہنم کی سزا دیں گے اور ہم ظالموں کو ایسے ہی سزا دیتے ہیں۔''

❀ کافر قرار دینے کے لحاظ سے طواغیت دو قسموں میں تقسیم ہوتے ہیں:

۱: وہ طواغیت جو اسلام کی طرف منسوب نہیں مثلاً یہود، نصاریٰ، ہندو اور کیمونسٹ جو ان کو کافر اور مستقل جہنمی نہیں کہتا یا ان کے کفر میں شک کرتا ہے یا جہنمی ہونے میں توقف کرتا ہے تو پس وہ کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿لَّقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَآلُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ﴾ (المائدہ: ۱۷)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"بے شک وہ لوگ کافر ہیں جنہوں نے کہا کہ مسیح ابن مریم ہی اللہ ہے۔"

۲: وہ طواغیت جو اسلام کی طرف منسوب ہوتے ہیں اور اسلام کے بعض شعائر پر عمل کرتے ہیں یعنی نماز پڑھتے، حج اور عمرہ کرتے، مساجد تعمیر کرتے اور صدقات دیتے ہیں۔ لیکن لوگوں سے اپنی بندگی کرواتے اور اعلانیہ کفریہ نظریات کی طرف دعوت دیتے ہیں یہ بھی کفار ہیں انہیں منافق کہنا درست نہیں کیونکہ منافق اپنے کفر کو اپنے دل میں چھپاتا ہے اور اسلام کا اظہار کرتا ہے، ایسا شخص جو اعلانیہ کفریہ اعمال کرتا ہے منافق کیسے ہوسکتا ہے؟

❀ البتہ ان کو کافر نہ کہنے والوں کی تین حالتیں ہوسکتیں ہیں:

پہلی حالت:...... ان لوگوں کی ہے جو ان طواغیت کو مسلمان کہتے ہوئے ان کی مدد کرتے ہیں اور اللہ کے دین کو ختم کرنے کی کوششوں میں ان کی تائید کرتے ہیں یہ لوگ اللہ کے نیک بندوں سے دشمنی کرتے ہیں ان کے کافر ہونے میں کوئی شک نہیں۔

دوسری حالت:......ان لوگوں کی ہے جو خود کسی کفر میں ملوث نہیں اور طاغوت کے بارے میں اللہ کے حکم سے بے خبر نہیں مگر وہ ان طواغیت کے حالات سے بے خبر ہیں تو یہ لوگ صحیح العقیدہ ہیں مثلاً ان کا اعتقاد ہے کہ غیب کا ہر دعویدار کافر ہے مگر وہ نہیں جانتے کہ فلاں فلاں شخص بھی غیب کا دعویدار ہے تو اس حقیقت سے بے خبری کے باعث اس کے اسلام میں کوئی نقص واقع نہیں ہوگا۔

تیسری حالت:......وہ لوگ جو طاغوت کی حقیقت سے آشنا ہوئے اور انہیں معلوم ہوگیا کہ فلاں شخص نواقض اسلام اور کفر صریح کا مرتکب ہے۔ اس کا یہ عمل کفر صریح اور گمراہی ہے وہ اس سے بغض رکھتے ہیں لیکن اسے کافر نہیں کہتے۔ یہ تین طرح کے لوگ ہیں:۔

اوّل: کمزور اور ضعیف مومن......: بعض اوقات مومن اتنا کمزور ہوتا ہے کہ وہ کفر اور اہل کفر سے بغض تو رکھتا ہے لیکن معاشرے میں اپنے ایمان کو ظاہر نہیں کرسکتا جیسے وہ لوگ جو مکہ میں اپنا ایمان چھپائے ہوئے تھے اور وہ کافروں سے الگ نہیں تھے تو اللہ نے مسلمانوں کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لڑائی کرنے کی اجازت اس لیے نہیں دی کہ کہیں ان کو نقصان نہ پہنچے کیونکہ مسلمان ان کے ایمان سے بے خبر تھے:۔

﴿وَلَوْلَا رِجَالٌ مُّؤْمِنُونَ وَنِسَاءٌ مُّؤْمِنَاتٌ لَّمْ تَعْلَمُوهُمْ أَن تَطَئُوهُمْ فَتُصِيبَكُم مِّنْهُم مَّعَرَّةٌ بِغَيْرِ عِلْمٍ لِيُدْخِلَ اللَّهُ فِي رَحْمَتِهِ مَن يَشَاءُ لَوْ تَزَيَّلُوا لَعَذَّبْنَا الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْهُمْ عَذَابًا أَلِيمًا﴾ (الفتح : ۲۵)

''اگر (مکہ میں) کچھ مومن مرد اور عورتیں نہ ہوتیں جنہیں تم نہیں جانتے تھے کہ تم انہیں پامال کر دو گے پھر ان کی طرف سے نادانستہ کوئی پشیمانی لاحق ہو جاتی (تو لڑنے سے روکا نہ جاتا) تاکہ اللہ جسے چاہے اپنی رحمت میں داخل کرے اگر وہ الگ ہو گئے ہوتے تو ان میں سے جو کافر تھے انہیں ہم المناک سزا دیتے۔''

اسی طرح ہجرت کر کے مدینہ آنے سے ان لوگوں کو مستثنیٰ کیا گیا جو اس کے وسائل سے محروم اور راستہ سے بے خبر تھے:۔

﴿إِلَّا الْمُسْتَضْعَفِينَ مِنَ الرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَالْوِلْدَانِ لَا يَسْتَطِيعُونَ حِيلَةً وَلَا يَهْتَدُونَ سَبِيلًا﴾ (النساء : ۹۸)

''مگر جو مرد، عورتیں اور بچے فی الواقع کمزور اور بے بس ہیں اور وہاں سے نکلنے کی کوئی تدبیر اور راہ نہیں پاتے'' (انہیں ہجرت نہ کرنے کا گناہ نہیں)

دوئم: گناہ گار مسلمان...... وہ لوگ جو اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان طواغیت کے یہ اعمال کفر صریح ہیں لیکن خاندانی تعلق کی بنا پر یا ان کی با اثر حیثیت کی بنا پر انہیں کافر نہیں کہتے تو یہ لوگ گنہگار ہیں۔

علامہ سلیمان بن عبداللہ آل شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اگر یہ لوگ اقرار کرتے ہیں کہ ان کا کفر کفر صریح ہے لیکن مداہنت کی وجہ سے ان کے سامنے انہیں کافر نہیں کہتے تو یہ گناہ گار ہیں۔''

سوئم: کلمہ گو کافر...... وہ لوگ جو ان طواغیت کو مسلمان کہتے ہیں اور ان کو کافر کہنے سے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو روکتے ہیں جبکہ ان طواغیت کا کفر تو کفر صریح ہے تو گویا یہ لوگ کفر بواح کو اسلام اور کافر کو مسلمان کہہ رہے ہیں اگر ان کی کوئی تاویل یا شبہ نہ ہو تو کلمہ پڑھنے کے باوجود یہ لوگ کافر ہیں کیونکہ انہوں نے اللہ کے حکم کو اس کے ثابت ہو جانے کے بعد انکار کیا ایسے شخص کا کلمہ جھوٹا ہے جس نے طاغوت کا کفر نہیں کیا تو وہ حقیقت میں اللہ پر ایمان ہی نہیں لایا لہٰذا ایسا شخص کافر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات کے جھٹلانے اور اس کا انکار کرنے والے کو کافر کہا:

﴿فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ كَذَبَ عَلَى اللَّهِ وَكَذَّبَ بِالصِّدْقِ إِذْ جَاءَهُ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى لِلْكَافِرِينَ﴾ (الزمر: ۳۲)

''پھر اس شخص سے بڑھ کر ظالم کون ہوگا جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور جب حق بات اس کے سامنے آئی تو اسے جھٹلا دیا۔ کیا ایسے کافروں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟

﴿وَمَا يَجْحَدُ بِآيَاتِنَا إِلَّا الْكَافِرُونَ﴾ (العنکبوت: ۴۷)

''اور ہماری آیات سے انکار تو کافر لوگ ہی کرتے ہیں۔''

البتہ جن لوگوں پر بعض علماء کی تاویلات یا شبہات کی بناء پر کسی معین طاغوت کی تکفیر مشتبہ ہو جاتی ہے اور وہ انسے کافر قرار نہیں دیتے تو ایسے لوگ مسلمان ہیں۔

۵۔ عداوت اور بغض رکھنا:

کفر بالطاغوت اس طریقے سے بھی ہوگا کہ ان سے اور ان کے معبودوں سے عداوت، بغض، براءت اور دشمنی کا اظہار کیا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءَاؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّى تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَحْدَهُ﴾ (الممتحنة: ٤)

"تمہارے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھوں میں اچھا نمونہ ہے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سے بھی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے (دشمنی) اور بیر پیدا ہو چکا حتیٰ کہ تم اللہ واحد پر ایمان لے آؤ۔"

﴿مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ﴾ (الفتح: ٢٩)

"محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت (مگر) آپس میں رحمدل ہیں۔"

﴿وَلْيَجِدُوا فِيكُمْ غِلْظَةً﴾ (التوبہ ١٢٣)

"اور چاہیے کہ وہ (کفار) تم میں سختی پائیں۔"

مرتدین کے مقابلے میں جن مومنین کو اللہ تعالیٰ کھڑا کرے گا ان کی یہ صفت بیان کی جا رہی ہے کہ:

﴿أَذِلَّةٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَعِزَّةٍ عَلَى الْكَافِرِينَ﴾ (المائدہ: ٥٤)

"وہ مسلمانوں پر نرم دل ہوں گے اور کافروں پر سخت ہوں گے۔"

٦۔ علیحدگی اختیار کرنا:

کفر بالطاغوت ان سے علیحدگی کرنے اور میل جول نہ رکھنے کی صورت میں بھی ہوگا۔

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ سے فرمایا:

﴿وَأَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ﴾ (مریم: ٤٨)

"میں آپ کو چھوڑتا ہوں اور انہیں بھی جنہیں تم لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہو۔"

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَلَمَّا اعْتَزَلَهُمْ وَمَا يَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ وَهَبْنَا لَهُ إِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ وَكُلًّا جَعَلْنَا نَبِيًّا﴾ (مریم: ۴۹)

''پھر جب ابراہیم نے انہیں چھوڑ دیا اور ان کو بھی جن کی وہ اللہ کے سوا عبادت کرتے تھے تو ہم نے انہیں اسحاق اور یعقوب عطا فرمائے، اور ان سب کو ہم نے نبی بنایا تھا۔''

۷۔ قتال کرنا:

کفر بالطاغوت استطاعت ہونے کی صورت میں ان کے خلاف جہاد کرنے سے بھی ہوتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿الَّذِينَ آمَنُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالَّذِينَ كَفَرُوا يُقَاتِلُونَ فِي سَبِيلِ الطَّاغُوتِ فَقَاتِلُوا أَوْلِيَاءَ الشَّيْطَانِ إِنَّ كَيْدَ الشَّيْطَانِ كَانَ ضَعِيفًا﴾ (النساء: ۷۶)

''جو لوگ ایمان لائے وہ تو اللہ کی راہ میں قتال کرتے ہیں اور جو کافر ہیں وہ طاغوت کی راہ میں لڑتے ہیں۔ سو ان شیطان کے دوستوں سے خوب جنگ کرو یقیناً شیطان کی چال کمزور ہوتی ہے۔''

﴿فَقَاتِلُوا أَئِمَّةَ الْكُفْرِ إِنَّهُمْ لَا أَيْمَانَ لَهُمْ﴾ (التوبہ: ۱۲)

''تو تم کفر کے ان علمبرداروں سے جنگ کرو۔ ان کی قسموں کا کچھ اعتبار نہیں۔''

کفر کے سردار ہی اصل طاغوت ہیں۔

۸۔ محبت اور دوستی نہ رکھنا:

کفر بالطاغوت کا لازمی خاصہ یہ بھی ہے کہ ان سے دوستی اور محبت نہ رکھی جائے، ان کی طرف میلان نہ رکھا جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ﴾ (النساء: ۱۴۴)

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”اے ایمان والو! کافروں کو دوست نہ بناؤ۔“

﴿وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ﴾ (المائدہ : ۵۱)

”جو شخص تم میں سے ان کو دوست بنائے گا وہ بھی انہیں میں سے ہوگا۔“

﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ (المجادلة: ۲۲)

”اللہ تعالیٰ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھنے والوں کو آپ اللہ اور اس کے رسول کے دشمنوں سے محبت رکھتے ہوئے ہرگز نہ پائیں گے۔“

﴿وَلَا تَرْكَنُوا إِلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا فَتَمَسَّكُمُ النَّارُ وَمَا لَكُم مِّن دُونِ اللَّهِ مِنْ أَوْلِيَاءَ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ﴾ (هود: ۱۱۳)

”نہ ہی ان لوگوں کی طرف جھکنا جنہوں نے ظلم کیا ورنہ تمہیں بھی آگ آ لے گی پھر تمہیں کوئی سرپرست نہ ملے گا جو تمہیں اللہ سے بچا سکے نہ ہی تمہاری مدد کی جائے گی۔“

ابن عباس رضی اللہ عنہما ﴿تَرْكَنُوا﴾ کی تفسیر میں فرماتے ہیں: ”اس کا مطلب ہے ﴿وَلَا تَمِيلُوا﴾ یعنی تم ان کی طرف مائل نہ ہونا۔“ (تفسیر ابن کثیر)

کفر بالطاغوت کے یہ طریقے ضرور اختیار کیے جانے چاہئیں۔ کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ کوئی طواغیت کے لیے اپنی دوستی اور محبت کو فراخ کردے، ان کی طرف مائل ہو جائے، ان کا دفاع کرے، ان کے لیے قرآن وحدیث کے احکام میں تاویل کرے، ان سے دشمنی رکھنے والے اہل توحید کے مقابلے میں طواغیت کی مدد کرے، اس کے باوجود بھی وہ شخص یہ خیال کرے کہ وہ کفر بالطاغوت کررہا ہے؟ ایسا شخص کبھی بھی اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے والا اور طاغوت سے کفر کرنے والا نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ بڑی عجیب بات ہے جس پر جتنا بھی تعجب کیا جائے کم ہے کہ کوئی طاغوت کا حمایتی بھی ہو اور اس سے کفر کرنے کا دعویدار بھی ہو۔ کیونکہ دل سے جہاد کرنا ایمان کا آخری درجہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

''مجھ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو نبی بھیجے۔ اس کے حواری اور ساتھی ہوتے تھے جو اس کے حکم کی پیروی اور اس کی سنت پر عمل کرتے پھر ایسے ناخلف پیدا ہوئے جو ایسی بات کہتے جو وہ کرتے نہیں تھے اور وہ کام کرتے جس کا انہیں حکم نہیں دیا گیا تھا۔ پس جو شخص ان سے ہاتھ سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے۔ جو شخص ان سے زبان سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے۔ جو شخص ان سے دل سے جہاد کرے گا وہ مومن ہے۔ اور اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان نہیں۔'' ❶

سوال:...... محترم شیخ ابو بصیر! طاغوت کے ساتھ زبان سے کفر کرنے کے حوالے سے سوال ہے کہ کیا طاغوت کو اس کے روبرو کافر کہنا ضروری ہے۔ یا ہم پر کسی بھی طریقے کو استعمال کرتے ہوئے اس تک یا اس کے یار و مددگار تک بات کا پہنچانا فرض ہے یا یہ کہ اپنے بعض مسلمانوں میں بیٹھ کر اسے کافر کہہ دینا ہمیں کفایت کر جائے گا۔ یا کہ ہمارا اس بات کا لوگوں کے سامنے اعلان کرنا ضروری ہے۔ (یہ تو طاغوت کے ساتھ زبان سے کفر کی بات تھی) اب یہ بتائیں کہ عملاً کس طرح طاغوت کے ساتھ کفر کیا جا سکتا ہے۔ کیا ایسا اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کرنے کی کوشش کے ذریعے ہو سکتا ہے؟ یا یہ کہ یہ موضوع سیاست شرعیہ سے متعلق ہے۔ ہم آپ سے وضاحت کی امید کرتے ہیں۔ نیز ان لوگوں کے بارے میں بھی بتلایئے گا جو یہ زعم رکھتے ہیں کہ وہ اپنی زبانوں سے طاغوت کا کفر کرنے والے ہیں اور ساتھ ہی ہم دیکھتے ہیں کہ وہ طواغیت سے دوستیاں کرتے ہیں اور ان کی حمایت میں جھگڑا کرتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اپنے اس عمل کے سبب کافر ہو چکے ہیں؟

جواب:...... اس بات کو جان لو کہ طاغوت اس کے لشکروں، مددگاروں اور پجاریوں کے ساتھ عداوت و بغض کا اظہار کرنا اس دین کے سب سے اہم واجبات میں سے ہے۔ جس کی سب سے زیادہ تاکید کی گئی ہے:

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ إِذْ قَالُوا

❶ مسلم، ح: ۵۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِقَوْمِهِمْ إِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَاءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللَّهِ وَحْدَهُ﴾ (الممتحنة : ٤)

''تمہارے لیے ابراہیم اور اس کے ساتھیوں میں اچھا نمونہ ہے۔ جب کہ انہوں نے اپنی قوم سے صاف کہہ دیا کہ: ہم تم سے بیزار ہیں اور ان سے بھی جن کی تم اللہ کے سوا عبادت کرتے ہو۔ ہم تمہارے منکر ہیں اور ہمارے اور تمہارے درمیان ہمیشہ ہمیشہ کے لیے (دشمنی) اور بیر پیدا ہو چکا حتی کہ تم اللہ واحد پر ایمان لے آؤ۔''

لیکن یہ واجب بھی دیگر شرعی واجبات کی طرح ہے۔ جس کو ادا کرنے کے لیے شریعت نے قدرت اور استطاعت کی شرط عائد کی ہے۔ انسان کو اپنی طاقت کے بقدر اپنے قول وعمل سے ان طواغیت سے عداوت وبغض کا اظہار کرنا چاہیے۔ لیکن ساتھ ہی اسے اپنے آپ کو ایسی بات کا مکلّف نہیں ٹھہرانا چاہیے جس کی وہ طاقت نہ رکھتا ہو کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ایسا کام کرتے ہوئے جس کی وہ قوت نہیں رکھتا اپنے آپ کو ذلیل کر بیٹھے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے:

((ليس بمؤمن من اذل نفسه...... يعرض نفسه للبلاء ليس له به طاقة))

''مومن وہ نہیں ہوتا جو اپنے آپ کو ذلیل کر لے ایسی آزمائش پر اپنے آپ کو پیش کرے کہ جس پر پورا اترنے کی طاقت نہیں رکھتا۔''

پس ہر آدمی دوسروں سے زیادہ اپنی طاقت وقوت کے بارے میں جانتا ہے...... اور پھر کسی شخص کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنی قوت اور کمزوری کو پیمانہ بنا کر دوسروں پر ان بغاوتوں کو لازم قرار دے جن بغاوتوں کو وہ اپنے اوپر اِقدام اور حجم کے اعتبار سے لازم کیے ہوئے ہے۔

رہا طاغوت کے ساتھ عملی طور پر کفر کرنا تو وہ اس کے ساتھ قتل وقتال تک محدود نہیں ہے۔ جیسا کہ سوال کیا گیا ہے۔ بلکہ یہ اس کے ساتھ براءت کرنے اور اس سے فاصلہ رکھنے، اُس کی صحبت اختیار نہ کرنے اور اسی طرح اس کے ساتھ موالات اور نصرت نہ کرنے اور اس کی قوت وطاقت میں اضافہ کا سبب نہ بننے اور اس جیسے دیگر اعمال پر مبنی ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رہے وہ لوگ کہ جو اپنی زبان سے تو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ طواغیت کا کفر کرنے والے ہیں۔ اور عملاً ان کا حال یہ ہے کہ وہ ان سے دوستیاں لگاتے ہیں اور ان کی حمایت میں جھگڑے کرتے ہیں ان لوگوں کا عمل ان کے دعوؤں کے الٹ ہے اور ان کی مثال ایسے شخص کی سی ہے جو ایک بات کہتا اور پھر اسی آن اس کے الٹ عمل کرتا ہے۔ ان پر اور ان جیسوں پر اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان صادق آتا ہے:

﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ كَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰهِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ○ (الصف : ۳۔ ۲)

”اے ایمان والو! ایسی بات کیوں کہتے ہو جو تم کرتے نہیں۔ اللہ کے ہاں یہ سخت ناپسندیدہ بات ہے کہ تم ایسی بات کہو جو تم کرتے نہیں۔“

رہی یہ بات کہ کیا وہ ان طواغیت کی حمایت میں جھگڑا کرنے کی وجہ سے کافر اور ملت اسلامیہ سے خارج ہو چکے ہیں؟

میں کہتا ہوں کہ اس بارے میں اس جھگڑے کی نوعیت اور اس کے اسباب پر غور کرنا ضروری ہے کیونکہ ہر جھگڑے سے ایک مسلمان کافر نہیں ہوتا۔ اس کی دلیل اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ کا سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کو منافقین کے سرغنہ عبداللہ بن ابی کے بارے میں یہ کہنا ہے ”اللہ کی قسم تو نے جھوٹ بولا ہے ہم اسے ضرور قتل کریں گے اور بے شک تو منافق ہے اور منافقین کی حمایت میں جھگڑا کرتا ہے۔“ اسید رضی اللہ عنہ نے یہ بات نبی علیہ السلام کی موجودگی میں کہی۔ اس واقعہ میں سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کا منافقین کی حمایت میں جھگڑا کرنے کے باوجود کافر نہ ہوئے۔ غور فرمایئے: نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسید بن خضیر رضی اللہ عنہ کو یہ نہیں کہا کہ سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ عبداللہ بن اُبی کی حمایت میں جھگڑا نہیں کر رہا ہے۔

اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ جھگڑا موالات کی مانند ہے جس میں کافر کر دینے والا جھگڑا بھی شامل ہے اور اس کے علاوہ بھی۔ اس لیے ضروری ہے کہ ان طواغیت کی حمایت میں جھگڑنے والے شخص پر حکم لگانے سے پہلے اس کے جھگڑنے کی نوعیت اس کے حجم اور اس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے اسباب پر غور کیا جائے۔ اسی طرح اس کے شبہات کے درجہ کو بھی پرکھا جائے۔ اسی طرح ضروری ہے کہ جس طاغوت کی حمایت میں وہ جھگڑا کر رہا ہے اس طاغوت کے کفر وطغیان کے درجہ کو بھی دیکھا جائے۔

❁❁❁❁

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طاغوت کے مسئلے پر بعض بھائیوں کی غلط فہمیوں کا ازالہ

غلط فھمی ……: نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جس نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ کو حرام کر دیا۔'' ❶

اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جو شخص زبان سے علی الاعلان شہادتین کا اقرار کر لے اس کا ٹھکانہ جنت ہے اور اس پر آگ حرام کر دی جاتی ہے۔ تو آپ کفر بالطاغوت نہ کرنے والوں کی تکفیر کیوں کرتے ہیں۔

ازالہ……: دوسری احادیث اور نصوص میں لا الہ إلا اللہ کی کچھ شروط مقرر کی گئی ہیں جن کا خیال رکھنا، انہیں اختیار کرنا اور ان احادیث کے مضمون کے مطابق عمل کرنا نجات کے لیے ضروری ہے۔ جنت کے حصول کے لیے ضروری ہے کہ لا الہ الا اللہ کا اقرار کرنے کے بعد ان شروط کو بھی پورا کیا جائے۔ چند شروط ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ کلمہ کے معنیٰ کی معرفت:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

''جو شخص اس حالت میں فوت ہوا کہ اسے علم تھا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ شخص جنت میں داخل ہوگا۔'' ❷

یہاں کلمہ توحید کے اقرار کو علم یعنی اس کلمہ کے معنی کی معرفت کے ساتھ مقید کیا گیا ہے۔

---

❶ صحیح مسلم ٢٩.
❷ مسلم: ٢٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔صدق دل سے کلمہ توحید کا اقرار:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"جو شخص صدق دل سے کلمہ توحید کا اقرار کرے گا پس اس کے لیے جنت کی خوشخبری ہے۔" ❶

"جس نے اپنے دل کی سچائی کے ساتھ اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں تو اللہ اس پر جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔" ❷

یہاں پر صدق اور اخلاص جو کہ کذب اور نفاق کے منافی ہے کی شرط کا اضافہ کیا گیا ہے۔

۳۔یقین اور دل کے اطمینان کے ساتھ کلمہ توحید کا اقرار:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبود نہیں اور میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں، جو شخص ان دونوں باتوں کی گواہی دیتا ہے اور ان میں کسی قسم کے شک کا اظہار نہیں کرتا وہ جنت میں داخل ہوگا۔" ❸

اس حدیث میں یقین جو شک کے منافی ہے کی شرط کا اضافہ ہے۔

۴۔مرتے دم تک توحید پر قائم رہنا:

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے:

"میری امت میں سے جو اس حال میں مرا کہ وہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔" ❹

اس لیے مرتے دم تک توحید پر قائم رہنا لازم ہے۔

---

❶ مسلم: ۳۱۔ ❷ صحیح بخاری ۱۲۸ مسلم ۳۲۔

❸ صحیح مسلم: ۲۷۔ ❹ بخاری ۱۲۳۷۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۵۔کفر بالطاغوت:

نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ ہر معبود کا انکار کیا، اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ پر ہے۔“ ❶

یہاں لا الہ الا اللہ کے اقرار کو طاغوت کے انکار کے ساتھ مشروط کیا گیا ہے۔ شروط لا الہ الا اللہ کا مطلب علماء یہ بیان کرتے ہیں کہ یہ وہ باتیں ہیں جن کے بغیر ایک آدمی کا کلمہ پڑھنا سرے سے معتبر ہی نہیں ہوتا۔

غلط فهمي......: نماز، روزہ، حج، زکوۃ، پردہ اور دیگر مسائل کی اہمیت قرآن میں بار بار بتائی گئی اور قرآن مجید کے ان احکامات کی تفصیل احادیث کی کتب میں بھی موجود ہے جبکہ کفر بالطاغوت اور ایمان باللہ کے جس موضوع کو قرآن نے بڑے ہی زوردار انداز میں بیان کیا ہے احادیث میں اس کا تذکرہ کیوں نہیں ملتا۔ کیا اس حکم پر رسول اللہ ﷺ نے عمل نہ کیا؟ اگر کیا تو کتب احادیث میں اسکا ذکر کہاں ہے؟

ازالہ......: اس کا جواب یہ ہے کہ کیا قرآن مجید ہمارے لیے دلیل قطعی کی حیثیت نہیں رکھتا؟ کیا قرآن کا خود (بغیر حدیث کے بیان کیے) کسی مسئلہ کی وضاحت کر دینا ہمارے لیے حجت نہیں؟ احادیث کے حجت ہونے پر تو امت کے ایک گمراہ طبقہ نے اختلاف کیا مگر کیا کبھی قرآن کی حجیت پر بھی اختلاف ہوا؟ اور کیا قرآن مجید ہمیشہ ہی حدیث کا محتاج ہوا کرتا ہے؟ اگر قرآن اپنے نازل ہونے، انبیاء کے مبعوث ہونے، اللہ کے رب ہونے اور لا الہ الا اللہ کے مفہوم کی بھی وضاحت نہ کرے تو (معاذ اللہ) قرآن کے نازل ہونے کا مقصد کیا تھا؟ کیا قرآن صرف چند اخلاقی، معاشرتی، سماجی بیماریوں کے خاتمہ کے لیے نازل

❶ صحیح مسلم ۲۳.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوا؟ پھر اللہ کے اس فرمان کا کیا مفہوم ہے:

﴿مَا كَانَ حَدِيثًا يُفْتَرَى وَلَـٰكِن تَصْدِيقَ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَتَفْصِيلَ كُلِّ شَيْءٍ وَهُدًى وَرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُؤْمِنُونَ﴾ (یوسف: ۱۱۱)

''یہ قرآن کوئی ایسی باتیں نہیں جو گھڑ لی گئی ہوں بلکہ یہ تو اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور اس میں ہر بات کی تفصیل موجود ہے اور ایمان لانے والوں کے لیے یہ ہدایت اور رحمت ہے۔''

اسلام کا سب سے بڑا رکن جسے رسول لے کر آئے ہیں وہ ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت ہے۔ یہی وہ مقصد عظیم ہے جس کے لیے رسولوں کو بھیجا گیا اور شریعتیں نازل کی گئیں۔

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ﴾ (النحل: ٣٦)

''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا (جو انہیں یہی کہتا تھا) کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

یہ ایک ایسا فریضہ ہے جسے نماز، روزہ، زکوۃ اور حج بیت اللہ اور دوسرے فرائض ونوافل سے بھی پہلے پورا کرنا ضروری ہے۔ جب تک کفر بالطاغوت نہ کر دیا جائے اس وقت تک نہ تو اللہ تعالیٰ کی توحید پر ایمان مکمل ہوتا ہے، نہ کوئی عمل قبول ہوتا ہے۔

ایک مومن اپنے گرد و پیش میں الجھے بغیر نہیں رہ سکتا۔ یہ طواغیت بت ہوں تو تب، دستور و قوانین ہوں تو تب اور معاشرتی قدریں ہوں تو تب۔ وہ ان میں سے ایک ایک کا گریبان پکڑتا ہے اور ان کے تقدس کو پامال کرتا ہے۔ ہر مومن نے لا الہ الا اللہ کی گواہی کے بعد اس مشن پر چلنا ہوتا ہے اگر کسی معاشرے میں کبھی طاغوتوں کے پائے جانے کا امکان نہ ہوتا تو لا الہ (معاذ اللہ) بے معنی ہو جاتا۔ وہ کون کون سے الٰہ ہیں جن کا پہلے انکار کرایا جاتا ہے؟ کیا کسی شخص کے کلمہ شہادت کے یہ الفاظ معتبر ہو سکتے ہیں کہ اللہ میرا معبود ہے۔ ہرگز نہیں، اپنے گرد و پیش کے طاغوتوں کا انکار کر کے ہی پھر اللہ کی بندگی کا اقرار

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معتبر ہوا کرتا ہے۔ یہی وہ کلمہ ہے جو انبیاء اپنے معاشروں میں لے کر کھڑے ہوتے ہیں۔ تو کیا کوئی مومن یہ گمان کرسکتا ہے کہ اللہ کے نبی ﷺ اپنے بعثت کے مقصد کو پورا نہ کر کے گئے ہوں۔

قرآن مجید میں نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور دیگر بہت سے احکامات موجود ہیں مگر ان کی تفصیلات قرآن میں نہیں ملتی۔ نماز کے اوقات، پڑھنے کا طریقہ، ایسے ہی زکوۃ کا نصاب، حج عمرہ کا مکمل طریقہ، قرآن کریم میں موجود نہیں احادیث رسول کے بغیر کوئی ان احکامات پر عمل نہیں کرسکتا۔ البتہ ایمان باللہ اور **کفر بالطاغوت** وہ بنیادی مسئلہ ہے جس کو اللہ رب العزت نے تفصیلاً ذکر فرمایا ہے:۔

﴿وَإِلَٰهُكُمْ إِلَٰهٌ وَاحِدٌ لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَٰنُ الرَّحِيمُ﴾

"اور تمہارا الٰہ ایک ہی الٰہ ہے، اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔" (البقرة: ١٦٣)

﴿اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ﴾ (ال عمران: ٢)

"اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں وہ ہمیشہ سے زندہ، ہر چیز کو قائم کرنے والا ہے۔"

﴿وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ لِأَبِيهِ آزَرَ أَتَتَّخِذُ أَصْنَامًا آلِهَةً إِنِّي أَرَاكَ وَقَوْمَكَ فِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ (الانعام: ٧٤)

"اور جب ابراہیم نے اپنے باپ آزر سے کہا تھا: کیا تم نے بتوں کو الٰہ بنالیا ہے؟ میں تو تمہیں اور تمہاری قوم کو کھلی گمراہی میں دیکھتا ہوں۔"

قرآن پاک کی آیات سن کر ہی مشرکین مکہ کہتے تھے:

﴿أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ﴾ (ص: ٥)

"اس نے تو سب خداؤں کو ایک ہی الٰہ بنا ڈالا یہ کیسی عجیب بات ہے۔"

اور رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام کی اللہ کی عظمت اور طواغیت کے انکار کے سلسلے میں جو تربیت کی ہے اس کی تفصیل احادیث میں بھی موجود ہے۔ چند احادیث ملاحظہ فرمائیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((عـن أبـى هـريرة قال قال رسول الله يجمع الله الناس يوم القيامة، فيقول : من كان يعبد شيئًا فليتبعه، فيتبع من كان يعبد الشـمس الشمس، ويتبع من كان يعبد القمر القمر، ويتبع من كان يعبد الطواغيت الطواغيت .)) ❶

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ قیامت کے دن لوگوں کو جمع کرے گا اور کہے گا کہ جو کوئی جس کی بندگی کرتا تھا وہ اس کے پیچھے جائے پس سورج کی عبادت کرنے والے سورج کے ساتھ جائیں گے اور چاند کی عبادت کرنے والے چاند کے ساتھ جائیں گے اور طواغیت کی بندگی کرنے والے طواغیت کے ساتھ جائیں گے۔"

اور فرمایا:

"جو شخص ہمیشہ مال کو بڑھانے کی تگ و دو میں لگا رہتا ہے وہ طاغوت کے راستے میں ہے اور وہ شیطان کے راستے میں ہیں۔" ❷

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لاَ تَحلِفُوا بِالطَّوَاغِي وَلاَ بِآبَائِكُم .)) ❸

"طواغیت کی قسمیں نہ کھاؤ اور نہ ہی اپنے باپ دادا کی۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے لا الہ الا اللہ کا اقرار کیا اور اللہ تعالیٰ کے علاوہ پوجی جانے والی ہر چیز کا انکار کیا اس کا مال اور خون حرام ہے اور اس کا حساب اللہ تعالیٰ کے ذمہ ہے۔" ❹

مال کی بندگی کرنے والے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبدالدینار اور عبدالدرھم قرار دیا۔

---

❶ صحیح بخاری ۷۴۳۷۔
❷ سلسلة الاحاديث الصحيحه : ۲۲۳۲۔
❸ مسلم : ۱٦٤٨۔
❹ صحيح مسلم ۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گویا اس کا معبود درہم و دینار ہیں:

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''درہم کا بندہ تباہ ہو گیا۔'' ❶

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس شخص نے قسم اٹھاتے ہوئے یہ کہا کہ قسم لات اور عزی کی (جو مشرکوں کے دو بُت تھے) تو اسے (کلمہ کی تجدید کرتے ہوئے) لا الہ الا اللہ کہنا چاہیے۔'' ❷

زید بن خالد جہنی رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے بارش کی رات کی صبح کو نماز فجر ادا کی پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

''کیا تم جانتے ہو کہ تمہارے رب نے کیا کہا۔ لوگوں نے کہا: اللہ اور اس کے رسول زیادہ جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: (تمہارے رب نے کہا) میرے بندوں میں سے کچھ نے مجھ پر ایمان رکھتے ہوئے صبح کی اور کچھ نے مجھ سے کفر کرتے ہوئے صبح کی۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل اور رحمت سے بارش ہوئی وہ میرے اوپر ایمان لایا اور ستاروں کا کفر کیا اور جس نے کہا کہ فلاں ستارے کے سبب ہم پر بارش ہوئی تو اس نے میرے ساتھ کفر کیا اور ستاروں پر ایمان لایا۔'' ❸

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص کسی نجومی یا کاہن کے پاس آیا پھر جو کچھ اس نے کہا اسے سچ مان لیا یا حائضہ عورت سے صحبت کی یا عورت کے دبر میں جنسی فعل کیا تو بلاشبہ اس نے اس دین کا ہی انکار کر دیا جو محمد پر نازل ہوا۔'' ❹

رسول اللہ ﷺ نے عملاً اپنے دور میں پائے جانے والے طواغیت کا قلع قمع کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

---

❶ صحیح بخاری: ٢٨٨٧.
❷ بخاری ٦١٠٧، مسلم ١٦٤٧.
❸ مسلم: ٧١.
❹ ابو داؤد ٣٩٠٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک دفعہ میں اور رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کے پاس پہنچے آپ ﷺ نے فرمایا: علی بیٹھ جاؤ میں بیٹھ گیا، آپ ﷺ میرے کندھوں پر سوار ہو گئے لیکن میں جب آپ ﷺ کا بوجھ نہ سہار سکا تو آپ ﷺ بیٹھ گئے اور میں آپ ﷺ کے کندھوں پر سوار ہوا جب آپ ﷺ مجھے اٹھائے ہوئے کھڑے ہوئے تو مجھے ایسے لگا گویا میں آسمان تک پہنچ گیا ہوں، اس کے بعد میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا وہاں پیتل یا تانبے کی مورتیاں تھیں جنہیں میں نے اٹھا کر چاروں طرف پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ توڑ دو، میں نے انہیں گرا کر شیشے کی طرح کرچی کرچی کر دیا۔ اس کاروائی کے بعد ہم دونوں وہاں سے چل دیئے اور سیدھے گھر آ کر دم لیا، ہمیں خطرہ تھا کہ کوئی ہمیں دیکھ نہ لے۔" [1]

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک طاغوت کا مفہوم:

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"طاغوت سے مراد شیطان ہے۔" [2]

عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"طاغوت سے مراد کاہن ہیں۔" [3]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"طاغوت وہ ہوتے ہیں جن کی طرف لوگ فیصلے لے کر جاتے ہیں جہنیہ قبیلے میں ایک طاغوت تھا اسلم قبیلے میں ایک طاغوت تھا اور اسی طرح ہر قبیلے میں ایک طاغوت ہوتا ہے یہ کاہن ہوتے ہیں جن پر شیاطین اترتے ہیں۔" [4]

معلوم ہوا کہ کفر بالطاغوت کا تذکرہ احادیث میں بھی ملتا ہے

---

[1] مسند احمد ۱۵۱ صححہ احمد شاکر۔ [2] بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النساء ۴۳۔
[3] بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النساء ۴۳۔ [4] بخاری، کتاب التفسیر، سورۃ النساء ۴۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

غلط فہمی ......: جو لوگ اپنے دلائل میں قرآن وسنت کے ساتھ امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام محمد بن عبدالوہاب اور ابن باز رحمہم اللہ کے اقوال ذکر کرتے ہیں، وہ اہل رائے کے طریقے پر ہیں، اہل حدیث صرف قرآن وحدیث پیش کرتے ہیں:

ازالہ ......: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میرے صحابہ کے طریقہ پر عمل کر کے میری سنت کی حفاظت کرو پھر تابعین اور تبع تابعین کے طریقہ پر چلو پھر اس کے بعد جھوٹ پھیل جائے گا۔''❶

سیدنا عمران بن حصین رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت میں بہترین زمانہ میرا ہے۔ پھر اس کے بعد (تابعین) والا زمانہ پھر اس کے بعد (تبع تابعین) والا زمانہ پھر ایسی قومیں پیدا ہوں گی جو بغیر مطالبے کے جھوٹی گواہیاں دیں گی اور خیانت کریں گی اس لیے انہیں امین نہیں بنایا جائے گا اور ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا۔''❷

ان آیات واحادیث سے یہ بات واضح ہے کہ فہم دین کے حوالے سے پہلے ابتدائی تین زمانوں میں جو کچھ سمجھا اور سمجھایا گیا وہ بالکل حق ہے۔ بعد والوں کو اب انہی کے پیچھے کھڑے ہونا ہے۔

سیدنا ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ حق پر غالب رہے گا، ان کو رسوا کرنے والا ان کو کوئی ضرر نہ پہنچا سکے گا تا آنکہ اللہ کا حکم آ جائے گا اور وہ اسی حالت میں ہوں گے۔'' (مسلم)

اور اسی طائفہ منصورہ کے علماء کے بارے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''علماء انبیاء کے وارث ہیں۔''❸

---

❶ ابن ماجہ کتاب الاحکام ۲۳۶۲۔ ❷ مسلم ۲۵۳۵۔ ترمذی ۱۸۱۰۔
❸ ابو داؤد: ۳۶۴۱۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام ابن تیمیہ، امام ابن قیم، امام محمد بن عبدالوہاب اور انکے شاگرد رحمہم اللہ اسی طائفہ منصورہ کے وہ چمکتے ہوئے ستارے ہیں جن کو علماء حقہ اپنا امام مانتے ہیں، لہذا اس فہم کو بیان کرنا جو انہوں نے قرآن وسنت سے حاصل کیا اہل رائے کا طریقہ نہیں بلکہ اہل حدیث کا طریقہ ہے۔ ہم ان علماء کی وضاحت اس لیے بیان نہیں کرتے کہ ہم قرآن وسنت کو ناکافی سمجھتے ہیں بلکہ اس لیے بیان کرتے ہیں کہ قرآن وسنت کے اس مفہوم کو ہر دور میں طائفہ منصورہ کے علمائے کرام نے بیان کیا ہے اور یہی بیان حق ہے۔

غلط فہمی ......: طاغوت کے محکموں میں نوکری کرنا کیا طاغوت کی بندگی کرنا ہے اور کیا یہ کفر بالطاغوت کے خلاف نہیں؟

ازالہ ......: طاغوت کے تمام محکموں کا حکم ایک جیسا نہیں ہے۔ اس کے محکموں کو ہم دو قسموں میں تقسیم کر سکتے ہیں:

۱: طاغوت کے وہ محکمے جن میں شرعاً حلال کام ہوتے ہیں اور جس میں ان کے ساتھ تعاون سے مسلمانوں کو کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ ایسے محکموں میں کام کرنا جائز ہے کیونکہ ایسے محکموں میں کام کرنے والا کسی کفر کا مرتکب نہیں ہوتا۔ اور اللہ تعالیٰ نے کفر بالطاغوت کے معنی اس کی بندگی سے اجتناب قرار دیا ہے:

﴿وَالَّذِينَ اجْتَنَبُوا الطَّاغُوتَ أَن يَعْبُدُوهَا وَأَنَابُوا إِلَى اللَّهِ لَهُمُ الْبُشْرَىٰ فَبَشِّرْ عِبَادِ﴾ (الزمر: ۱۷)

"اور جو لوگ طاغوت کی عبادت کرنے سے بچتے رہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کیا ان کے لیے بشارت ہے لہذا میرے بندوں کو بشارت دے دیجیے۔"

اسی لیے اگر کوئی شخص کفر بالطاغوت کی شرط کو پورا کرتے ہوئے اس کے محکموں میں نوکری کرتا ہے تو اس کے لیے جائز ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲: طاغوت کے وہ محکمے جس میں کام کرنے والے پر کفر کا ارتکاب لازم آتا ہو جیسے معبودان باطلہ اور اس کے کفریہ دین کا احترام کرنا بلکہ اللہ کے دین سے براءت کا اظہار کرنا، اللہ کے قوانین کے بجائے غیر اللہ کے قوانین کے مطابق فیصلے کرنا غیر اللہ کے قوانین کے مطابق کیے گئے فیصلوں پر عمل درامد کروانا یا کفریہ قوانین کے احترام کا اظہار کرنا اور معصوم مسلمانوں کو قتل کرنے میں طاغوت کی مدد کرنا یا طاغوت کے لیے الولا یعنی محبت کا اظہار کرنا یا کفر کے کاموں میں مدد کرنا تو ایسے محکموں میں کام کرنے والوں کے ان کے عمل کے لحاظ سے مختلف مراتب بنتے ہیں اور بعض عمل ایسے ہیں کہ ان کا مرتکب کافر ہو جاتا ہے۔

جمیعة الغاط الخیریه۔ سعودی عرب سے الشیخ ابو کلیم مقصود الحسن فیضی حفظہ اللہ مسلمان کی کسی کافر کے ہاں مزدوری یا نوکری کے بارے میں لکھتے ہیں:

علماء نے کافر کے ہاں کام کرنے کی دو نوعیتیں بیان کی ہیں:

۱: **ذاتی نوکری کرنا:** یعنی کسی کافر کے ہاں خادم، ڈرائیور وغیرہ کی حیثیت سے کام کرنا۔ کسی مسلمان کے لیے کسی کافر کے ہاں نوکری کرنا جائز نہ ہوگا، کیونکہ اس طرح سے مؤمن اپنے آپ کو لازماً ذلیل کرے گا، اور یہ جائز نہیں ہے کہ مسلمان اپنے آپ کو کسی کافر کے مقابلے میں رسوا کرے۔ امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ کا یہی مسلک ہے۔ ❶

مشہور شارح بخاری مہلب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

> ''اہل علم نے مسلمان کے لیے ارضِ حرب میں کافر کی ذاتی نوکری کو ناپسند کیا ہے۔ الا یہ کہ اگر اشد ضرورت درپیش ہو تو دو شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔ ایک تو یہ کہ وہ عمل فی نفسہ مسلمان کے لیے جائز ہو اور دوم یہ کہ اس کام سے کسی مسلمان کا نقصان نہ ہوتا ہو۔'' ❷

۲: **مزدوری کرنا:** اگر کوئی مسلمان کسی قسم کا صنعت و حرفت کا پیشہ جانتا ہو جیسے لوہار

---

❶ المغنی لابن قدامه ۸/۱۳۵. ❷ فتح الباری ٤/٤٥٢.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھئی ،معمار وغیرہ ،جن لوگوں کا کام صرف یہ ہوتا ہے کہ کسی ضرورت مند سے کوئی کام لے کر اسے پورا کر دیں ،یا محدود وقت کے لیے ان سے کسی کام پر معاہدہ کر لیں ،یا صاحب پیشہ کسی دوکان پر بیٹھتا ہو اور کافر و مشرک اس کے پاس کوئی چیز بنوانے آتے ہیں جیسے رفو گر، درزی اور گھڑی ساز وغیرہ ،تو ایسا کرنا جائز لیکن علماء نے اس کام پر بھی دو شرطیں لگائی ہیں:

ا:...... اس کام سے مسلمانوں کا کوئی نقصان نہ ہوتا ہو۔

ب:...... وہ کام فی نفسہ مسلمان کے لیے جائز ہو۔

اس بات کی دلیل درج ذیل حدیث ہے:

''سیدنا خباب بن الارت رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک لوہار تھا،ہم نے عاص بن وائل کے لیے کچھ چیزیں بنائیں، جب اس کے پاس میری خاصی مزدوری جمع ہو گئی میں اپنی مزدوری لینے کے لیے اس کے پاس گیا تو وہ کہنے لگا کہ میں اس وقت تک تجھے مزدوری نہیں دوں گا جب تک تو محمد کا انکار نہیں کرتا میں نے کہا کہ اللہ کی قسم تو مر جائے پھر زندہ ہو پھر بھی میں محمد کا انکار نہیں کروں گا اس نے کہا میں مروں گا اور پھر زندہ کیا جاؤں گا؟ میں نے کہا ہاں (ایسا ضرور ہو گا) تو وہ کہنے لگا اچھا وہاں بھی میرے پاس مال اور اولاد ہو گی پھر میں تجھے وہاں تیری مزدوری دے دوں گا۔'' تو یہ آیت نازل ہوئی:

﴿اَفَرَءَیْتَ الَّذِیْ کَفَرَ بِاٰیٰتِنَا وَ قَالَ لَاُوْتَیَنَّ مَالًا وَّ وَلَدًا ٥ اَطَّلَعَ الْغَیْبَ اَمِ اتَّخَذَ عِنْدَ الرَّحْمٰنِ عَهْدًا ٥﴾ (مریم: ۷۷۔ ۷۸)

'' بھلا آپ نے اس شخص کو بھی دیکھا جو ہماری آیات کا منکر ہے اور کہتا ہے کہ مجھے مال و اولاد ضرور دیا جائے گا؟ کیا اسے غیب کا پتہ چل گیا ہے یا اس نے اللہ سے عہد لے رکھا؟'' [1]

---

[1] بخاری: ۲۰۹۱، مسلم ۲۷۹۵.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

''ابن المنیر رحمہ اللہ نے کہا کہ تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ کاریگروں اور پیشہ وروں کے لیے اپنی دکانوں میں اہل ذمہ کا کام کرنا جائز ہے، ایسا کرنا اپنے آپ کو ذلیل کرنا نہیں ہے، برخلاف اس کے کہ ان کے گھروں میں ان کا تابع فرمان ہو کر ان کی خدمت کرنا (اپنے آپ کو ذلیل کرنا ہے اس لیے جائز نہ ہو گا)'' ❶

غلط فہمی ...... :ایک طاغوت وہ ہوتا ہے جو کلمہ کا انکاری ہے اور ایک طاغوت وہ ہے جو کلمہ کا اقراری ہے۔کلمہ کا انکاری طاغوت کافر ہوتا ہے جبکہ کلمہ کا اقراری طاغوت منافق ہوتا ہے جس کے ساتھ مسلمانوں والا معاملہ کیا جاتا ہے۔ جیسا کہ عبداللہ بن اُبی طاغوت تو تھا مگر وہ کافر نہیں تھا۔ اسی لیے اس کے ساتھ مسلمانوں والا سلوک کیا گیا۔ اسی طرح غیر اللہ کا نظام نافذ کرنے والے حکمران جو ہم پر مسلط ہیں،وہ طاغوت ہونے کے باوجود منافق تو ہیں مگر انہیں کافر نہیں کہا جا سکتا کیونکہ وہ بھی عبداللہ بن اُبی کی طرح کلمہ کے اقراری ہیں۔

ازالہ ......: اس غلط فہمی کے ازالہ کے لیے سب سے پہلے ہمیں سمجھنا ہوگا:

۱۔ منافق کون ہوتا ہے؟

۲۔ کافر و مرتد کون ہوتا ہے؟

۳۔ طاغوت کون ہوتا ہے؟

منافق:...... منافق کی تعریف امام جرجانی رحمۃ اللہ علیہ یوں کرتے ہیں:

((المنافق هو الذی یضمر الکفر اعتقاداً ویظهر الایمان قولًا .)) ❷

---

❶ فتح الباری: ٤/٤٥٢۔ وفاداری یا بیزاری: ٣٣٠.

❷ التعریفات،ص ٢٩٨.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

”منافق وہ ہوتا ہے جو اعتقاداً کفر پر ہوتا ہے لیکن زبان سے ایمان کا اظہار کرتا ہے۔“

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((المنافق هو الذی خرج من الایمان باطننا بعد دخوله فيه ظاهرا .)) ❶

”منافق ایسا شخص ہوتا ہے جو ظاہراً اسلام قبول کیے ہوتا ہے لیکن اس کے دل سے ایمان نکل چکا ہوتا ہے۔“

اسی طرح شیخ ابن عثیمین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

((المنافق هو الذی يظهر انه مسلم ولكن قلبه كافر۔ والعياذ بالله .)) ❷

”منافق وہ ہوتا ہے جو اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کرتا ہے لیکن اس کا دل کافر ہوتا ہے۔“

ان حوالوں سے ثابت ہوا کہ منافق کفر کو اپنے اندر پوشیدہ رکھتا ہے اور دکھاوے کے طور پر اسلام کو ظاہر کرتا ہے۔ اگرچہ بعض مواقع پر اس سے کفریہ اقوال و اعمال ظاہر ہو جاتے ہیں۔ ایسا شخص اللہ کے نزدیک کافر اور مستقل جہنمی ہوتا ہے۔ لیکن ظاہری طور پر اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے دنیا میں اس کو مسلمانوں والے حقوق ملتے ہیں۔ دنیا میں اس کا جان و مال مسلمانوں کی تلواروں سے محفوظ ہوتا ہے۔ اس کا قتل جائز نہیں:

ایک مرتبہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تقسیم پر اعتراض کیا۔ اور کہا اے اللہ کے رسول عدل کیجئے۔ آپ نے عدل نہیں کیا۔ (بخاری ۴۶۶۷) آپ نے فرمایا تیری بربادی ہو اگر میں عدل نہیں کروں گا تو کون عدل کرے گا؟ (بخاری: ۶۱۶۳) ایک روایت میں ہے اے محمد اللہ سے ڈر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میں اللہ کی نافرمانی کروں تو کون اللہ کی اطاعت

---

❶ المجموع الفتاوی: ۷/۳۰۰۔ ❷ شرح رياض الصالحين.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرے گا۔ ❶

سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا! اے اللہ کے رسول مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن نہ ماردوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: معاذ اللہ لوگ یہ کہیں گے کہ میں اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہوں۔ اس کو چھوڑ دو اس کے ایسے ساتھی ہوں گے، جن کی نماز کے مقابلہ میں تم اپنی نماز کو اور ان کے روزوں کے مقابلہ میں اپنے روزوں کو حقیر سمجھو گے۔ وہ قرآن پڑھیں گے جو ان کی ہنسلی سے نیچے نہیں اترے گا، وہ لوگ مسلمانوں کو قتل کریں گے اور بت پرستوں کو چھوڑ دیں گے۔ دینِ اسلام سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر شکار سے نکل جاتا ہے۔ اگر میں ان کو پاؤں تو قومِ عاد وثمود کی طرح قتل کروں۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ''اے اللہ کے رسول، کیا میں اس کی گردن نہ اُڑادوں؟'' آپ نے فرمایا: ہوسکتا ہے کہ یہ نماز پڑھتا ہو۔ خالد نے کہا کتنے ہی نمازی ہیں جو زبان سے ایسے بات کہتے ہیں جو ان کے دل میں نہیں ہوتی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے یہ حکم نہیں دیا گیا کہ میں لوگوں کے دلوں کو چیر کے دیکھوں۔ ❷

اس روایت سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ منافقین کو قتل نہ کرنے کی دو وجوہات ہیں:

۱۔ لوگوں کے دلوں کو چیرنے کی اجازت نہیں۔ ہمیں تو اس کا دل بھی چیرنے کی اجازت نہیں جو میدان جنگ میں بہت سے مجاہدین کو شہید کردے اور جب تلوار اس کے سر پر آئے تو لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرلے۔ ملاحظہ فرمائیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کا ایک دستہ مشرکوں کی طرف بھیجا۔ ان کا باہم مقابلہ ہوا۔ ایک مشرک جب کسی مسلمان کو قتل کرنا چاہتا موقع پاکر اسے قتل کر دیتا۔ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ اور ایک انصاری صحابی نے اسے اپنی گرفت میں لے لیا۔ اسامہ نے جب اسے مارنے کے لیے تلوار اٹھائی تو اس نے لاالٰہ الا اللہ پڑھ لیا۔ لیکن انہوں نے اسے قتل کردیا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اسامہ کا قصہ بیان ہوا۔ آپ نے انہیں بلایا اور پوچھا

❶ بخاری: ۳۳۴٤۔ ❷ بخاری: ۳۳۴٤، مسلم: ۱۰٦٤۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تم نے اسے کیوں قتل کیا؟ انہوں نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ اس نے مسلمانوں کو بڑی تکلیف دی۔ اس نے فلاں اور فلاں کو شہید کیا (یہ صورت حال دیکھ کر) میں نے اس شخص پر حملہ کیا جب اس نے تلوار دیکھی تو اس نے (جان بچانے کے لیے) لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھ دیا۔ آپ نے پوچھا پھر کیا تم نے اسے قتل کر دیا؟ انہوں نے کہا ہاں اس نے ہتھیار کے خوف سے کلمہ پڑھا تھا۔ آپ نے فرمایا تم نے اس کا دل چیرا تھا کہ تمہیں علم ہوگیا کہ اس نے کلمہ دل سے نہیں کہا تھا۔ جب قیامت کے دن وہ لاالـہ الااللّٰہ لائے گا تو تم کیا جواب دو گے؟ اسامہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے لیے مغفرت کی دعا فرمایئے آپ نے پھر فرمایا جب قیامت کے دن وہ کلمہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ لائے گا تم کیا کرو گے؟ آپ یہی کلمہ دہراتے رہے یہاں تک کہ اسامہ نے آرزو کی کہ میں آج سے پہلے مسلمان نہ ہوا ہوتا۔ (1)

۲۔ لوگ یہ کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتے ہیں۔

ذرا سوچئے منافقین ساتھیوں میں کیوں شمار ہوتے ہیں؟

صرف اس لیے کہ معاشرے کے اندر یہ منافق اللہ، اس کے رسول، فرشتوں، کتابوں اور یوم آخرت پر ایمان لانے کا دعویٰ کرتے ہیں اپنے آپ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم محمد ﷺ اور دینِ محمد کے حمایتی اور مددگار ہیں۔ ان کے اندر کا کفر جب کبھی چند لوگوں کے سامنے ظاہر ہو جائے تو فوراً مکر جاتے ہیں۔ عبداللہ بن اُبی نے ایک محفل میں کلمہ کفر کہا اس کا طرزِ عمل ملاحظہ فرمائیں:

''سیدنا زید بن ارقم رضی اللہ عنہ نے عبداللہ بن اُبی کو یہ کہتے ہوئے سنا جو لوگ محمد کے ساتھ ہیں ان کو کچھ نہ دیا کرو جب انہیں کچھ نہیں ملے گا تو خود ہی بھاگ جائیں گے ہم نے مہاجرین کو ٹھکانہ دیا اور فریاد رسی کی۔ اب مدینہ پہنچ کر عزت والا ذلیل آدمی کو مدینہ سے نکال دے گا۔ زید بن ارقم نے اس بات کا ذکر عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کیا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی رسول اللہ نے زید

(1) بخاري ۔ ٤٢٦٩ ۔ مسلم : ۔ ح ۔ ٩٦.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے پورا واقعہ سنا پھر آپ نے عبداللہ بن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو بلایا اور اس واقعہ کی تحقیق کی۔ تمام منافقین نے قسمیں کھا کر انکار کر دیا اور زید کی تکذیب کی رسول اللہ ﷺ نے ان کی بات کو سچا سمجھا اور سیدنا زید کی بات کو غلط سمجھا۔ سیدنا زید کو اس بات کا بہت صدمہ ہوا لیکن تھوڑی دیر میں رسول اللہ ﷺ نے زید کو بلا کر کہا کہ اللہ نے تمہاری بات کی تصدیق کر دی ہے اور سورۃ منافقون کی آیات نازل ہوئیں۔" (بخاری)

قسمیں کھا کھا کر اپنے کلمہ کفر سے انکار کی بنا پر یہ منافقین مسلمانوں والے حقوق حاصل کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اس حرکت کا دو مقام پر اس طرح تذکرہ فرمایا:

﴿اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ إِنَّهُمْ سَاءَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (المنافقون: ۲)

"انہوں نے اپنی قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، اس طرح وہ اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ بہت برا کام ہے جو وہ کر رہے ہیں۔"

﴿اتَّخَذُوا أَيْمَانَهُمْ جُنَّةً فَصَدُّوا عَن سَبِيلِ اللَّهِ فَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِينٌ﴾ (المجادلہ: ۱۶)

"انہوں نے اپنے قسموں کو ڈھال بنا رکھا ہے، وہ (لوگوں کو) اللہ کی راہ سے روکتے ہیں لہٰذا ان کے لیے رسوا کن عذاب ہوگا۔"

قسموں کو ڈھال بنانے کے علاوہ ایک وجہ یہ بھی ہے کہ وہ اپنی (بناوٹی) نیک نیتی کو اپنے ایمان کی دلیل بنانا شروع کر دیتے ہیں:

﴿وَلَيَحْلِفُنَّ إِنْ أَرَدْنَا إِلَّا الْحُسْنَىٰ﴾ (التوبہ: ۱۰۷)

"اور وہ قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ بھلائی کے سوا کچھ نہیں۔"

﴿قَالُوا إِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُونَ﴾ (البقرۃ: ۱۱)

"وہ کہتے ہیں کہ "ہم تو اصلاح کرنے والے ہیں۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی وجہ ہے کہ دین کو نقصان پہنچانے ، اللہ اوراس کے رسول سے دشمنی کرنے کے باوجود دنیا میں انہیں مسلمانوں والے حقوق ملتے ہیں جبکہ آخرت میں جہنم کے نچلے درجے میں ہوں گے:

﴿إِنَّ الْمُنَافِقِينَ فِي الدَّرْكِ الْأَسْفَلِ مِنَ النَّارِ وَلَن تَجِدَ لَهُمْ نَصِيرًا﴾ (النساء: ۱۴۵)

''کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے اور تم کسی کو ان کا مددگار نہ پاؤ گے۔''

ان کے ظاہری کلمہ کی وجہ سے بعض نیک لوگ بھی ان کے حمایتی بن سکتے ہیں۔ پھر اسلام کی دعوت قبول کرنے کی طرف مائل لوگ اور نئے نئے مسلمان ان کے دعویٰ اسلام کی بنا پر انہیں مسلمان سمجھتے تھے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ لوگ یہ کہیں گے کہ محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔

ایک دفعہ عبداللہ بن ابی اور اس کے ساتھیوں نے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگا کر رسول اللہ ﷺ کو سخت تکلیف پہنچائی۔ آپ نے اس کی شرارتوں سے پریشان ہو کر فرمایا کون ہے جو اس شخص کے مقابلہ میں میری مدد کر سکے جس نے میری بیوی کے معاملہ میں مجھے سخت صدمہ پہنچایا ہے؟ اللہ کی قسم میں اپنی بیوی میں سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں جانتا۔ یہ سن کے سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور کہا ''یا رسول اللہ میں آپ کی مدد کروں گا۔ اگر وہ اوس قبیلہ کا آدمی ہے تو میں اس کی گردن اڑا دوں گا اور اگر ہمارے بھائی خزرج قبیلہ کا آدمی ہے تو جو حکم آپ دیں گے ہم اس کی تعمیل کریں گے۔'' یہ سن کر قبیلہ خزرج کے سردار سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے۔ یہ بہت اچھے آدمی تھے لیکن اس موقع پر پھسل گئے۔ قومی حمیت اور غرور نے انہیں ابھارا۔ کہنے لگے ''تم جھوٹے ہو واللہ تم خزرجی کو قتل نہیں کر سکتے اور نہ اس کے مارنے پر قادر ہو سکو گے۔ اسید رضی اللہ عنہ نے کہا تم جھوٹے ہو۔ اللہ کی قسم ہم اسے مار ڈالیں گے، تم منافق ہو کہ منافقوں کی طرف سے جھگڑتے ہو۔'' اس بات پر اوس

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور خزرج دونوں قبیلے اتنا بھڑ کے کہ لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ ابھی منبر پر ہی تھے۔ آپ ان کو چپ کراتے رہے یہاں تک کہ بالآخر وہ چپ ہو گئے۔ ❶

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایک منافق کے دعویٰ ایمان کی وجہ سے اس کی حمایت کر بیٹھے۔ تو جو لوگ ابھی اسلام کی طرف مائل ہیں ان منافقین کا قتل ان کے اسلام قبول کرنے میں رکاوٹ بن سکتا تھا۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''لوگ کہیں گے محمد اپنے ساتھیوں کو قتل کرتا ہے۔''

جب عبداللہ بن ابی قسمیں کھا کر اپنے کفر کا انکار اور اپنے ایمان کا اظہار کرتا ہے تو طاغوت کیسے بن سکتا ہے؟ جبکہ طاغوت تو کفر کا وہ امام ہوتا ہے جو اعلانیہ لوگوں سے اپنی بندگی کرواتا ہے۔ اس لیے عبداللہ بن اُبی منافق تھا نہ کہ طاغوت۔ اور نہ ہی سلف صالحین میں سے کسی نے بھی عبداللہ بن اُبی کو طاغوت کہا ہے اور منافق کو مسلمانوں والے حقوق صرف اس لیے ملتے ہیں کہ وہ قسمیں کھا کر اپنے کفر کا انکار کرتے ہیں۔

مرتد: ......مرتد وہ ہوتا ہے جو اسلام قبول کرنے کے بعد کفر اکبر یا شرک اکبر (یعنی نواقض اسلام میں سے کسی) کا ارتکاب کرے۔

الشیخ صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ ارتداد کی چار قسمیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

قولی ارتداد: ......جیسے اللہ تعالیٰ، اس کے رسول ﷺ، اس کے فرشتوں، اس کے رسولوں میں سے کسی رسول کو سب وشتم کرنا (برا بھلا کہنا)۔ نبوت کا دعویٰ کرنا، نبوت کا دعویٰ کرنے والے کی تصدیق کرنا، غیر اللہ کو پکارنا، اس سے ایسی چیزوں میں مدد طلب کرنا جن پر صرف اللہ تعالیٰ قدرت رکھتا ہے، اس سلسلہ میں غیر اللہ سے پناہ مانگنا۔

عملی ارتداد: مثلاً بت، درخت، پتھر اور قبروں کو سجدہ کرنا اور ان کے لیے قربانی کرنا، گندی جگہوں میں قرآن مجید رکھنا، جادو کرنا، اس کو سیکھنا اور سکھانا،

❶ بخاری: ٤١٤١، مسلم: ٢٧٧٠.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کے علاوہ دوسرے قوانین کے مطابق اسے جائز سمجھتے ہوئے فیصلہ کرنا۔

اعتقادی ارتداد: جیسے اللہ تعالیٰ کے لیے کسی کا شریک وساجھی ہونے کا عقیدہ رکھنا، یا یہ اعتقاد رکھنا کہ زنا، شراب اور سود حلال ہے، یا یہ اعتقاد کہ روٹی حرام ہے، یا یہ کہ نماز واجب نہیں ہے اور اس طرح اُن تمام چیزیں کو حلال، حرام یا واجب تسلیم نہ کرنا، جن کے حلال، حرام یا واجب ہونے پر امت کا قطعی اجماع ہے اور اس طرح کی چیزوں سے کوئی شخص ناواقف نہیں ہوتا۔

ارتداد بسبب شک: یعنی ارتداد کی جو قسمیں گذر چکی ہیں ان میں سے کسی چیز میں شک کی وجہ سے ارتداد لازم آنا مثلاً شرک، زنا اور شراب کے حرام ہونے میں، روٹی کے حلال ہونے میں شک کرنا، محمد رسول اللہ ﷺ یا دیگر انبیاء میں سے کسی کی رسالت میں شک کرنا، ان کی سچائی میں شک کرنا، دین اسلام کے بارے میں شک کرنا یا اس زمانہ کے لیے اس کی صلاحیت میں شک کرنا وغیرہ۔" [1]

کلمہ پڑھنے کے باوجود زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی بنا پر مرتد ہونے والوں سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طرز عمل ملاحظہ فرمائیں:

رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہوتے ہی عرب کے بعض لوگوں نے مرتد ہو گئے (یعنی زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔) سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا "آپ ان لوگوں سے کیسے لڑ سکتے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے "مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں لوگوں سے اس وقت تک لڑوں جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں، پھر جس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تو اس نے اپنے مال اور اپنی جان کو مجھ سے بچا لیا مگر کلمہ کا جو حق ہے وہ اس سے ضرور لیا جائے گا اور اس کا حساب اللہ کے ذمہ ہوگا۔" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا "اللہ کی قسم میں ضرور اس سے لڑوں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے گا۔ (یعنی جو نماز تو پڑھے گا لیکن

[1] عقیدۃ التوحید: ص ۱۲۳۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زکوٰۃ ادا نہیں کرے گا) اللہ کی قسم اگر ایک بھیڑ کا بچہ بھی جو وہ رسول اللہ ﷺ کو دیا کرتے تھے مجھے نہ دیں گے تو میں ضرور ان سے اس بچہ کو روک لینے پر جنگ کروں گا۔'' سیدنا عمر کہتے ہیں ''اللہ کی قسم! اللہ نے ابو بکر کے سینہ کو کھول دیا تھا، بعد میں میں بھی سمجھ گیا کہ یہی حق ہے۔''(یعنی جنگ کرنا ضروری ہے) ❶

دیکھئے سیدنا عمر فاروق ان لوگوں کے لیے بھی کلمہ کو دلیل بنا کر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے بحث کرتے ہیں لیکن سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے ان کو منافق ماننے سے انکار کرتے ہوئے ان سے قتال کرنے کا فیصلہ کیا حالانکہ ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم اللہ پر ایمان لاتے ہیں، اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز بھی پڑھتے ہیں، مگر اپنے مال کے بارہ میں ان کی بات نہیں مانتے۔ اس کے باوجود سیدنا عمر فاروق اور تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سیدنا ابو بکر صدیق کی بات مان کر ان سے قتال پر اجماع کر لیا۔ کیونکہ کلمہ پڑھنے کے بعد کفر اکبر کرنے والا منافق نہیں بلکہ مرتد ہوتا ہے۔

رہی یہ بات کہ غیر اللہ کا نظام نافذ کرنے والے حکمران منافق ہیں کافر و مرتد نہیں تو یہ بات جان لینے کی ضرورت ہے کہ جب کوئی شخص کلمہ پڑھنے کے بعد نواقض اسلام میں سے کسی ایک نواقض کا اعلانیہ ارتکاب کرتا ہے تو وہ مرتد ہوتا ہے۔ جیسا کہ آج کے حکمران جو لوگوں کے اختلافات کے فیصلہ کے لیے اللہ کی نازل کردہ شریعت کو مرجع نہیں بناتے بلکہ انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین سے فیصلے کرتے ہیں، یہ منافق نہیں بلکہ مرتد ہیں کیونکہ وہ منافق کی طرح اس بات کا انکار نہیں کرتے کہ وہ غیر اللہ کے نظام کو نافذ نہیں کرتے بلکہ وہ تو اعلانیہ اور اس سے بڑھ کر جبر و قہر سے لوگوں پر غیر اللہ کے قوانین نافذ کرتے، مظاہر شرک کی حفاظت، ان کے تقدس کا اقرار اور شرک و کفر پھیلانے والے لیڈروں کو ترجمان اسلام کی حیثیت سے ذرائع ابلاغ پر مسلط کرتے ہیں۔ اس بنا پر وہ صرف کافر ہی نہیں بلکہ کفر کے اس مقام پر ہیں کہ جس پر پہنچنے والا ''طاغوت'' کہلاتا ہے۔

---

❶ بخاري: ۷۲۸۵، مسلم: ۲۰.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ صالح فوزان الفوزان حفظہ اللہ فرماتے ہیں:

”جو شخص شریعت اسلامیہ پر چلے لیکن خود ساختہ قوانین کو شریعت کا متبادل قرار دے تو یہ اس بات کی واضح دلیل ہے کہ وہ خود ساختہ قانون کو شریعت سے بہتر اور موزوں سمجھتا ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ کفر اکبر ہے جو ملت سے خارج کر دیتا ہے اور توحید کے منافی ہے۔“ ❶

شیخ محمد بن ابراہیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

”جب آدمی اپنے فیصلہ کو غیر اللہ کی طرف اس اعتقاد کے ساتھ لے جائے کہ وہ ایسا کرنے کی وجہ سے گنہگار ہے اور اللہ کا فیصلہ ہی برحق اور درست ہے تو اس کے بارے میں جو یہ کہا گیا ہے کہ وہ کم تر درجے کا کفر یعنی کفر اصغر ہے تو اس سے مراد وہ شخص ہے جس سے ایک آدھ بار ایسا ہو گیا ہو۔ لیکن جنہوں نے ایک ترتیب کے ساتھ قوانین وضع کر لیے ہیں جن کی پابندی کی جاتی ہے تو یہ کفر ہے اگر وہ کہتے پھریں کہ: ہم سے غلطی ہوگئی اور شریعت کا فیصلہ ہی سب سے بڑھ کر عدل و انصاف والا ہے۔ یہ کفر ملت سے خارج کر دینے والا ہے۔“ ❷

اس غلط فہمی کے ازالہ کے لیے علمائے کرام کے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں:

ڈاکٹر صالح بن فوزان الفوزان حفظہ اللہ سے استفتاء:

سوال: ...... طاغوت کے کیا معنی ہیں؟ اور کیا ہر طاغوت کافر ہوتا ہے؟

جواب: ...... لغوی اعتبار سے طاغوت طغیان سے مشتق ہے جس کا معنی حد کو تجاوز کرنا ہوتا ہے۔ حق سے باطل اور ایمان سے کفر کی طرف تجاوز کرنا۔ طواغیت تعداد کے اعتبار سے کثیر ہیں۔ اور ہر طاغوت بلا شک وشبہ کافر ہے۔

طواغیت کی تعداد بہت زیادہ ہے مگر ان کے سرغنے پانچ ہیں جیسا کہ علامہ ابن قیم اور

❶ عقيدة التوحيد: ١٥٤.

❷ فتاوى الشيخ محمد بن ابراهيم آل الشيخ ١٢/ ٢٨٠۔ عقيده التوحيد، ص ١٥٤.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دیگر علماء نے ذکر کیا ہے:

"**پہلا طاغوت** : شیطان ہے، اللہ اس پر لعنت کرے۔ یہ طواغیت کا سرغنہ ہے۔ جو کہ گمراہی، کفر والحاد اور جہنم کی آگ کی طرف دعوت دینے والا ہے۔

دوسرا طاغوت : وہ ذات ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہو اور وہ اپنی عبادت کیے جانے پر راضی ہو۔ پس ہر وہ ذات جو اس بات پر راضی ہو جاتی ہے کہ اس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے تو وہ طاغوت ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ قُلْ هَلْ أُنَبِّئُكُم بِشَرٍّ مِّن ذَٰلِكَ مَثُوبَةً عِندَ اللَّهِ مَن لَّعَنَهُ اللَّهُ وَغَضِبَ عَلَيْهِ وَجَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَالْخَنَازِيرَ وَعَبَدَ الطَّاغُوتَ أُولَٰئِكَ شَرٌّ مَّكَانًا وَأَضَلُّ عَن سَوَاءِ السَّبِيلِ﴾ (المائدة : ٦٠)

رہی وہ ذات جس کی عبادت تو کی جاتی ہو مگر وہ اپنی عبادت کیے جانے پر راضی نہ ہو تو وہ طاغوت نہیں ہے۔

تیسرا طاغوت : جو علم غیب کا دعویٰ کرے، اور یہ کہے کہ وہ غیب کا علم رکھتا ہے تو وہ طاغوت ہے کیونکہ غیب کا علم اللہ کے سوا کوئی اور نہیں رکھتا۔

چوتھا طاغوت : جو لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلائے وہ بھی طاغوت ہے۔ جیسا کہ صوفیت کے رستے پر چلنے والے کچھ لوگ جو اللہ کے بندوں پر مسلط ہوتے ہیں۔ یہ اپنے آپ کو الوہیت کے مقام پر لا کھڑا کرتے ہیں اور یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ نفع ونقصان کے مالک ہیں اور وہ فلاں اور فلاں اختیارات رکھتے ہیں۔ اس طرح بندوں کو اپنے خاص مقاصد کے لیے استعمال کرتے ہیں اور وہ باطل طریقے سے لوگوں کے سربراہ بنتے ہیں۔

پانچواں طاغوت : جو اللہ کی نازل کردہ شریعت کو چھوڑ کر کسی اور قانون سے فیصلے کرتا ہے وہ درحقیقت یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اس کا غیر اللہ کے قانون سے فیصلے

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنا لوگوں کے لیے زیادہ فائدے کا باعث اور زیادہ مناسب ہے۔ یا یہ کہ غیر اللہ کا قانون اللہ کے قانون کے مساوی ہے اور اسے اختیار حاصل ہے کہ وہ چاہے تو اللہ کے نازل کردہ قانون سے فیصلہ کرے یا غیر اللہ کے قانون کے مطابق فیصلہ کرے۔ یا پھر یہ کہ غیر اللہ کے قانون سے فیصلے کرنا جائز ہے۔ پس ایسا حاکم طاغوت اور کافر ہے۔ [1] واللہ اعلم

شیخ حامد العلی حفظہ اللہ سے استفتاء:

سوال: ......محترم شیخ! ایسے شخص کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے جو طواغیت کی حمایت اور ان کا دفاع کرتے ہوئے کہتا ہے کہ ضروری نہیں کہ طاغوت بذات خود کافر بھی ہو خواہ وہ اللہ کی شریعت کو چھوڑ کر خود سے قانون سازی کرتا ہو اور اللہ کے احکام کو وضعی قوانین کے ساتھ تبدیل کرتا ہو۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ اُسی طرح اپنی عبادت کیے جانے کے سبب طاغوت ہو کہ جس طرح سورج اور چاند کی لوگ عبادت کرتے ہیں۔ (اور یہ عبادت کروائے جانے کے باوجود کافر نہیں ہیں۔)

جواب: ......علمائے کرام کے کلام کا خلاصہ یہ ہے کہ طاغوت اسے کہتے ہیں کہ جو اللہ پر اس قدر سرکشی اختیار کرے کہ اپنی عبادت کروانے لگے۔

امام ابن قیم فرماتے ہیں:

((ما تجاوز به العبد حده ، من متبوع ، او معبود ، اومطاع .))

''وہ متبوع (جس کی اتباع کی جاتی ہو) ہو یا وہ معبود (جس کی عبادت کی جاتی ہو) ہو یا وہ مطاع (جس کی غیر مشروط اطاعت کی جاتی ہو) ہو طاغوت ہے۔''

اگر کسی میں یہ صفات نہیں پائی جاتی تو اس پر لفظِ طاغوت کا اطلاق نہیں ہوگا۔ پھر اگر وہ ذات کہ جسے اللہ کے سوا معبود بنا لیا گیا ہو اگر اپنی عبادت کیے جانے پر راضی ہے تو اس کا

---

[1] المنتقى من فتاوىٰ فضيلة الشيخ صالح بن فوزان بن عبدالله الفوزان۔ ج: ۲/ص: ۲۷۸۔ رقم الفتوى ۲٤۹.

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طواغیت میں سے ہونا ایک واضح امر ہے۔ اور اگر اس ذات کا تعلق انبیاء و صالحین سے ہے کہ جو اس بات سے ہرگز ہرگز راضی نہیں ہوتے کہ اللہ کے سوا اُن کی عبادت کی جائے، یا اس ذات کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ان مخلوقات سے ہے کہ جنہیں انسان کے لیے مسخر کیا گیا ہے جیسے سورج اور چاند، تو یہ طاغوت نہیں ہیں بلکہ یہاں طاغوت شیطان ہے کہ جو ان کی عبادت کی طرف بلانے والا ہے۔

ہم یہ بات بھی جانتے ہیں کہ یقیناً جو لوگ صالحین، پتھروں، بتوں، سورج یا چاند کی عبادت کرتے ہیں وہ اس یقین کے ساتھ ان کی عبادت کرتے ہیں کہ یہ ہستیاں اپنی اس عبادت کیے جانے پر راضی ہیں کیونکہ اگر یہ بات نہ ہو تو وہ ان کی کبھی عبادت ہی نہ کریں ...... ایسی چیزوں کی عبادت کرنے والا شخص کافر ہے کیونکہ وہ غیر اللہ کی بندگی کرنے والا ہے۔ اس کی عبادت کو شیطان نے ان کے لیے مزین کر رکھا ہے اس صورت میں اصل طاغوت شیطان ہوتا ہے۔ اُسی نے ان کے لیے شرک کو مزین کیا ہے۔ اسی طرح شیطان ہی انسان کے لیے اس کے نفس کو مزین کرتا ہے اور انسان اپنے نفس کو الٰہ بنا لیتا ہے اس طرح اس کا نفس طاغوت بن جاتا ہے، اسی طرح انسانوں میں سے بعض اپنی عقل کو الٰہ کے مقام پر لا کھڑا کرتے ہیں ایسی صورت میں یہ عقل طاغوت ہوتی ہے۔ اگر یہ اپنے نفس کو اللہ کے احکامات کے تابع کر دیتے تو وہ ان کا طاغوت نہ بنتا اسی طرح اگر وہ اپنی عقلوں کو اللہ کی وحی کے نور سے منور کر لیتے تو تب ان کی عقلیں بھی طاغوت نہ بنتیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اولین و آخرین کو جمع فرمائے گا جو اللہ کے فیصلے کے انتظار میں چالیس سال تک کھڑے پتھرائی آنکھوں کے ساتھ آسمان کی طرف دیکھتے رہیں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ بادلوں کے سائے میں عرش سے کرسی پر نزول فرمائے گا پھر ایک منادی کرنے والا منادی کرے گا کیا تم اس رب پر راضی نہیں ہو جس نے تمہیں پیدا کیا، رزق دیا اور یہ حکم دیا کہ تم اسی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ (آج تمہارے رب کا فیصلہ ہے کہ دنیا میں) جو شخص جس سے لو لگائے ہوئے تھا اور جس کی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبادت کرتا تھا آج وہ اسی کے ساتھ چلا جائے۔ (پھر وہ پکار لگانے والا پوچھے گا) کیا تمہارے رب کا یہ فیصلہ عدل پر مبنی نہیں ہے؟ لوگ کہیں گے کیوں نہیں! پس ہر قوم ان کے پیچھے چل نکلے گی کہ جن کی وہ دنیا میں عبادت کرتی تھی اور جن سے عقیدت رکھتی تھی۔ (اس دن) جن کی لوگ عبادت کرتے تھے اان کے لیے انکے معبودوں کی شبیہ بنا دی جائے گی اور وہ ان کے پیچھے چل پڑیں گے۔ ان میں سے کوئی تو سورج کے پیچھے چلے گا اور کوئی چاند کے پیچھے اور کوئی پتھروں کے بتوں کے پیچھے (الغرض) وہ اپنے اپنے معبودوں کی تماثیل کے پیچھے چل نکلیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا:۔ جو کوئی عیسی علیہ السلام کی عبادت کرتا تھا ان کے لیے شیطان کو عیسی علیہ السلام کی شکل دے دی جائے گی اور جو کوئی عزیر علیہ السلام کی پوجا کرتا تھا اس کے لیے شیطان کو عزیر علیہ السلام کی شکل دے دی جائے گی۔ (اس حدیث کو حاکم اور طبرانی نے روایت کیا ہے۔)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ طاغوت کافر ہی ہوتا ہے۔ جن چیزوں کی عبادت کی جاتی ہے ان کے طاغوت ہونے کا سبب ان کا سرکشی میں اتنا بڑھ جانا ہے کہ وہ اپنی عبادت کروانے پر راضی ہو جاتے ہیں یا پھر ان کا طاغوت شیطان ہوتا ہے جو کہ مشرکین پر انبیاء و صالحین اور اسی طرح بعض دیگر مخلوقات کی عبادت کو مزین کرتا ہے اور وہ اس کی اطاعت کرنے لگتے ہیں۔

اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔

﴿ أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَا بَنِي آدَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ إِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ وَأَنِ اعْبُدُونِي هَٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴾ (یس: ۶۰،۶۱)

''اے اولاد آدم کیا میں نے تم سے قول وقرار نہیں لیا تھا کہ تم شیطان کی عبادت نہ کرنا وہ تو تمہارا کھلا دشمن ہے۔ اور میری ہی عبادت کرنا یہی سیدھی راہ ہے۔''

پس غیر اللہ کی ہر عبادت شیطان کی عبادت ہے جو کہ طاغوت اکبر ہے۔ طاغوت کے معنی کے حوالے سے مفسرین کا کلام ملاحظہ فرمائیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام طبری رحمہ اللہ ﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّٰهِ.... ﴾ کی تفسیر میں طاغوت کی تفسیر میں وارد ہونے والے تین اقوال کو ذکر کرتے ہیں جن میں وہ شیطان، ساحر اور کاہن کا ذکر کرتے ہیں پھر آپ فرماتے ہیں:

''طاغوت ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے کہ جو اللہ پر سرکشی کرنے والی ہو اور جس کی اللہ کے علاوہ عبادت کی جاتی ہو۔ طاغوت کی یہ عبادت ان لوگوں پر قہر و غلبہ کے سبب بھی ہو سکتی ہے کہ جن کے دلوں پر اس کا رعب بیٹھا ہوتا ہے اور یہ ان عبادت گزاروں کی (رضامندی اور خوشی کے ساتھ) اطاعت کرنے کے ساتھ بھی ہو سکتی ہے۔ یہ معبود انسان بھی ہو سکتا ہے اور شیطان بھی، پتھر، بت بھی یا کوئی اور چیز بھی کہ جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہو۔''

امام قرطبی رحمہ اللہ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

''﴿فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللّٰهِ.....﴾ عربی اسلوب میں اس جملے کو شرطیہ جملہ کہتے ہیں جو کلام میں شرط کا فائدہ دیتا ہے۔''

جوہری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

''طاغوت ہر کاہن، شیطان اور گمراہی کے سرغنہ کو کہا جاتا ہے۔ گرائمر کے لحاظ سے یہ مفرد کا معنی بھی دیتا ہے اور جمع کا بھی۔ طاغوت کا مفرد ذکر اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں پایا جاتا ہے:

﴿اَيُرِيْدُوْنَ أَن يَتَحَاكَمُوْا اِلَى الطَّاغُوتِ﴾ (النساء : ٦٠)

''اور چاہتے یہ ہیں کہ طاغوت کے پاس فیصلہ کروانے جائیں۔''

اس کا وہ معنی جو جمع کا فائدہ دیتا ہے اسے اس آیت میں بیان کیا گیا ہے:

﴿اَوْلِيَآؤُهُمُ الطَّاغُوتُ﴾ (البقرة : ٢٥٧)

''اور کافروں کے اولیاء طاغوت ہیں''

حدیث میں آتا ہے:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

((من سعى على والديه ففي سبيل الله ، ومن سعى على عياله ففي سبيل الله [ومن سعى على نفسه ليعفها فهو في سبيل الله] ومن سعى مكاثراً ففي سبيل الطاغوت ، وفي رواية :سبيل الشيطان .))❶

خلاصہ کلام یہ ہے کہ یہ بات کہ ''طاغوت ہونے سے کافر ہونا لازم نہیں آتا'' کہنے والے کا مقصد اگر تو یہ ہے کہ انبیاء و صالحین اور دیگر مخلوقات کہ جن کی عبادت کی جاتی ہے جیسے سورج اور چاند وغیرہ طاغوت تو ہیں مگر کافر نہیں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان چیزوں پر لفظِ طاغوت کا اطلاق ہی درست نہیں ہے۔ بلکہ یہاں طاغوت شیطان ہے جو ان کی عبادت کی طرف دعوت دینے والا ہے۔ اسی نے مشرکوں کے دلوں میں یہ بات بٹھائی ہے کہ یہ چیزیں اللہ کی شریک ہیں۔ کل قیامت کے دن انبیاء و صالحین ان کے شرک سے برات کر دیں گے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ قرانِ حکیم میں فرماتا ہے:

﴿وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يَكْفُرُونَ بِشِرْكِكُمْ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيرٍ﴾

(فاطر : ١٤)

''اور قیامت کے دن وہ تمہارے اس شرک کا صاف انکار کر دیں گے۔ آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔''

﴿ وَمَا يَتَّبِعُ الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ شُرَكَاءَ إِن يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَO﴾ (یونس : ٦٦)

''اور جو لوگ اللہ کو چھوڑ کر دوسرے شرکاء کی عبادت کرتے ہیں وہ محض بے سند خیال کی اتباع کر رہے ہیں اور محض اٹکلیں لگا رہے ہیں۔''

اور اگر یہ بات کہنے والا (کہ کسی کے طاغوت ہونے سے ضروری نہیں ہوتا کہ وہ کافر بھی ہو) کا مقصد یہ ہے کہ وہ طواغیت کہ جنہیں لوگوں نے معبود بنا رکھا ہے اور وہ اپنی عبادت

❶ اسے بزار، ابو نعیم نے حلیہ میں اور بیہقی نے سنن میں روایت کیا ہے۔

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر راضی ہیں یا جن کی لوگ ایسی اتباع اور اطاعت کرتے ہیں کہ جو اکیلے اللہ کا حق اور اس کی عبادت ہے، یا جنہیں اللہ کے سوا قانون ساز تسلیم کر لیا گیا ہے وہ طواغیت کافر نہیں ہیں۔ تو یہ بات اور نظریہ بذاتِ خود کفر ہے اور یہ کھلی جہالت، اور واضح گمراہی ہے۔

الغرض طواغیت کو کافر نہ کہنے والا شخص متشابہات کی اتباع کرتا ہے۔ درحقیقت وہ اپنے تئیں یہ فیصلہ کر چکا ہے کہ اس نے ان طواغیت کو مسلمان اور مومن ثابت کرنا ہے جو طواغیت اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں۔ جو اللہ کے راستے سے روکنے والے اور دین میں ٹیڑھ پن پیدا کرنے والے ہیں، جو اللہ کی شریعت کو (وضع قوانین کے ساتھ) بدلنے والے ہیں۔ جو اللہ کے دشمنوں سے دوستیاں کرنے والے ہیں، جو اس زمین پر فسادِ عظیم برپا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ شخص طواغیت کو مومن اور مسلم ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ اور اس کی خاطر وہ علماء کے کلام میں متشابہ باتوں کو اس طرح تلاش کرتا ہے کہ جس طرح وہ لوگ قرآن کی متشابہات کے پیچھے بھاگتے ہیں کہ جن کے دلوں میں ٹیڑھ ہے۔

(یہ طاغوت کو مسلمان کہنے والا) دیکھ رہا ہے کہ یہ طواغیت ہر آنے والے دن اپنی سرکشی میں بڑھتے جا رہے ہیں، انہیں اللہ سے ڈرایا جاتا ہے مگر یہ اس سے دور ہی ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ پھر یہ طواغیت کفار کو راضی کرنے کے لیے ہر کفر و ارتداد کے کام کا ارتکاب کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ یہ یہود اور صلیبیوں (جو کہ ان کے دوست ہیں) کو راضی کرنے کے لیے اللہ کے دین کو نیست و نابود کرنے کے لیے مکمل طور پر تیار ہیں۔ (اس کے باوجود ان طواغیت کا دفاع کرنا یقیناً بہت بڑی ہلاکت کی بات ہے جس سے ہم اللہ کی پناہ مانگتے ہیں)۔ واللہ اعلم وصلی اللہ علی نبینا و علی آلہ و صحبہ۔

(موقع الشیخ حامد بن عبداللہ العلی)

الشیخ عبدالرحمٰن شاکر نعم اللہ اپنی کتاب الطاغوت میں لکھتے ہیں:

”طاغوت نہ صرف کافر ہوتا ہے بلکہ رأس الکفر ہوتا ہے۔ کیونکہ یہ سرکش ان حدوں کو پھلانگتا ہے جو بعینہٖ کفر ہوتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں ایمان طاغوت اور

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے ہم نواؤں سے برأت اور عداوت رکھنے پر ہی معتبر ہوتا ہے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَوْلِيٰٓـئُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ﴾ (البقرة: ٢٥٧)

"اللہ ان لوگوں کا دوست ہے جو ایمان لائے وہ انہیں (کفر وشرک کے) اندھیروں سے نکال کر (اسلام کی) روشنی کی طرف لے آتا ہے اور جنہوں نے کفر اختیار کیا ہے ان کے دوست طاغوت ہیں جو انہیں روشنی سے نکال کر اندھیروں کی طرف لے جاتے ہیں، ایسے ہی لوگ اہل جہنم ہیں اور وہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔"

اللہ ان لوگوں کو اندھیروں سے نور کی طرف لے جاتا ہے جو طاغوت سے کفر کرتے ہوئے ایمان لائیں، جبکہ طاغوت کا وصف یہ ہے کہ وہ لوگوں کو نور سے اندھیروں کی طرف لے جاتا ہے۔ ایسے سرکش کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے (کہ وہ مسلمان ہوسکتا ہے) جو لوگوں کو ایمان سے ہی نکال کر کفر کی طرف لے جاتا ہو۔ جبکہ اللہ تعالیٰ تو صرف مشرکین اور یہود ونصاریٰ سے موالات رکھنے کے بارے میں خبردار کرتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ يَّتَوَلَّهُمْ مِّنْكُمْ فَاِنَّهٗ مِنْهُمْ﴾ (المائدة: ٥١)

"اگر تم میں سے کسی نے ان کو دوست بنایا تو وہ بھی انہیں میں سے ہے۔"

اس آیت میں کافروں کے کفر کی علت طاغوت سے ولاء بتائی گئی ہے۔ اس لیے کہ جو لوگ کفر کرتے ہیں ان کے بھائی بند طواغیت ہوتے ہیں۔

کیا خوب بات ہے کہ طاغوت سے جو ولاء رکھے وہ تو کافر ہوں اور طاغوت بذات خود کافر نہ ہوں! اس کے بعد تو ہم ان کے لیے یہی آیت پڑھنا چاہیں گے جو ناحق طاغوت کا دفاع کرتے ہیں:

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

﴿فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِن تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾

(الحج : ٤٦)

"بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں، اندھے تو وہ دل ہو جاتے ہیں جو سینوں میں ہیں۔"

غلط فهمی ......: کیا طواغیت کو کافر کہنے سے پہلے ان پر حجت قائم کرنا ضروری ہے؟

ازالـــه ......: کافر کہنے سے پہلے حجت قائم کرنا ان لوگوں پر ضروری ہوتا ہے جو اسلام کے کسی حکم کی مخالفت جہالت کی بنا پر کریں بشرطیکہ وہ اس جہالت کو دور کرنے پر قادر نہ ہوں۔ لیکن یہ طواغیت جن کی حالت یہ ہے کہ وہ اللہ کے دین سے اعراض کر کے اس سے بغاوت کا علم بلند کرنے والے ہیں اور وہ دین کی باتوں کو سننا پسند ہی نہیں کرتے۔ ایسے شخص کو کیونکر کافر نہ کہا جائے جو شریعت کو معطل کر دے اور خود کو منصب تحلیل و تحریم پر فائز کر دے خود ہی کسی چیز کے اچھی یا بری ہونے کے فیصلے کرے ایسی عدالتیں بنائے جہاں مقدمات و تنازعات لے جائے جاتے ہوں اور (وہ عدالتیں اتنی بااختیار ہوں) کہ ان سے کسی قسم کا سوال یا ان کے فیصلوں پر اعتراض و تعاقب تک ممنوع ہو (ورنہ توہین عدالت کا کیس بن جاتا ہو) اور وہ اپنے بارے میں یہ سمجھتے ہیں کہ دین کے ان داعیوں سے زیادہ وہ دین کو جاننے والے ہیں اور دین کی طرف بلانے والے یہ لوگ دہشت گرد ہیں، تو اللہ اور اس کے رسول کی شریعت سے اعراض و روگردانی کرنا اور کافروں کے قوانین کو اللہ اور رسول کے احکام پر ترجیح دینا یہ ایسا کفر ہے کہ جس کے مرتکب کے کافر ہونے میں اہل قبلہ کو شک نہیں ہے۔"

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

ان کلمات کے ساتھ ہم آپ کو الوداع کہتے ہیں اور انہیں آپ کے پاس بطور امانت رکھ رہے ہیں کیونکہ اللہ کی قسم! ہم آپ کے خیر خواہ ہیں، آپ پر بہت زیادہ شفیق ہیں اور آپ کے بارے میں بڑے غیرت مند ہیں۔ اس لیے جو کلمات اس کتاب کے مقدمہ اور درمیانی صفحات میں ذکر کیے گئے ہیں انہیں یاد دہانی کے طور پر دوبارہ دہرایا جا رہا ہے۔

یاد رکھئے! تمام اصولوں میں سب سے بڑا اصول اور سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ عبادت کے تمام طریقوں میں خواہ وہ اصول ہوں یا فروع صرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کیا جائے اور کفر بالطاغوت کیا جائے۔ یہ ایک ایسی بنیاد ہے جس کے بغیر اسلام کی عمارت کھڑی ہو سکتی ہے اور نہ ہی کوئی عمل قبول ہو سکتا ہے۔ اسی سے انسان کی زندگی کی ابتدا ہونی چاہیے اور یہی اس کی انتہا ہو۔ اسی مقصد کے لیے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا، رسولوں کو بھیجا، کتابیں نازل فرمائیں، آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔ اسی پر دوستی اور دشمنی قائم ہونی چاہیے اور اسی کے لیے جہاد و قتال کرنا چاہیے۔

دور نبوی اور قرون مفضلہ میں ایمان باللہ اور کفر بالطاغوت ہی وہ عظیم مقصد تھا۔ جس کی خاطر تلواریں بے نیام ہوتی رہیں، لشکر بھیجے جاتے رہے اور فوجیں تیار کی جاتی رہیں۔ اسی بنا پر دوستی اور دشمنی قائم کی جاتی رہی اور جنگ اور امن کا اعلان کیا جاتا رہا۔ اسی کی خاطر خون بہایا گیا اور جانیں قربان کی گئیں اور ہر قیمتی اور نفیس ترین چیز قربان کردی گئی۔

دنیا کے تمام طاغوتوں کے ساتھ سب سے پہلے اس چیز کا فیصلہ ہونا چاہیئے کہ اس کائنات میں سچا معبود کون ہے؟ اللہ تعالیٰ جو کہ اکیلا اور زبردست ہے یا طاغوت؟ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے جس سے اغماض نہیں برتا جا سکتا خواہ اسی ایک مسئلہ کے حل ہونے میں ساری زندگی

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں نہ صرف ہو جائے۔ اس مسئلے کو چھوڑ کر ہم کسی دوسرے مسئلے کی طرف خواہ وہ کسی قدر بڑا مسئلہ ہی کیوں نہ ہو اس وقت تک راغب نہیں ہو سکتے جب تک ہم لوگوں سے اس بات کا فیصلہ نہ کر لیں کہ معبود حقیقی کون ہے؟

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم دعوت و تبلیغ کے میدان میں مشغول بہت سے ایسے لوگوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جو اس اہم ترین مسئلے کو حل کیے بغیر دوسرے مسائل میں الجھ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض تو اس بنیادی مسئلے کو چھیڑتے ہی نہیں اور فروعات اور فقہی اختلافی مسائل میں الجھے رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کی اس دعوت پر طاغوت کی طرف سے کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہوتا۔

ان لوگوں کی کوششیں کس طرح بار آور ثابت ہو سکتی ہیں یہ تو اس بنیاد کو ہی فراموش کیے ہوئے ہیں جس پر دعوت و تبلیغ کی عمارت کا انحصار ہے۔ ایسے طریقے کو اختیار کرنے والے لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو بغیر جڑوں کے گھنی شاخوں والا اور تناور درخت لگانا چاہتا ہو۔ حالانکہ وہ اس بات سے بے خبر ہے کہ جڑ کے بغیر درخت نہ تو اگ سکتا ہے، نہ قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہی ثمر آور ہو سکتا ہے۔

اس میں ان لوگوں کے لیے نصیحت اور راہنمائی ہے جو خلافت راشدہ کا نظام قائم کر کے معاشرے میں تبدیلی پیدا کرنے کے خواہاں ہیں: اگر تم نے اپنی ذات، اپنی جماعت اور لوگوں کی عمومی زندگی کے بارے میں اس اہم شرط کو پورا نہ کیا، اسے اپنا مقصد عظیم نہ بنایا اور جن اہم ترین امور کو تم سب سے پہلے کرنا چاہتے ہو ان میں اسے سرفہرست نہ رکھا تو یاد رکھو تمہاری ساری سعی اور کوشش بے مقصد اور لاحاصل اور سراب کے پیچھے دوڑنے کے مترادف ہو گی۔ اس کے ساتھ ساتھ دعوت الی اللہ میں یہ اسلوب انبیاء کے منہج کے خلاف بھی ہوگا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے احکام میں اس مسئلے کو ایک خاص توجہ دی جاتی رہی ہے اور یہ تمام انبیاء کی دعوت کا مرکزی نقطہ رہا ہے۔

جو شخص نصیحت حاصل کرنا چاہتا ہے اس کے لیے اس میں نصیحت ہے، اور اس کے لیے بھی جو متوجہ ہو کر کان لگائے اور وہ حاضر ہو۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس حقیر سی کاوش کو

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قبول فرمائے ، ہماری خطاؤں کو معاف فرمائے، ہمیں دین پر ثابت قدمی عطا فرمائے اور خاتمہ بالخیر فرمائے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ اس تحریر کو میرے لیے اور تمام لوگوں کے لیے نفع مند بنائے۔ بے شک وہ دعاؤں کو سننے والا اور قبول کرنے والا ہے۔

وصلى الله على محمد النبي الأمي وعلى آله وصحبه وسلم

وآخر دعوانا أن الحمد لله رب العالمين

3/J-504
773
کتاب نمبر

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

یادرکھئے! تمام اصولوں میں سب سے بڑا اصول اور سب سے بڑا مقصد یہی ہے کہ عبادت کے تمام طریقوں میں خواہ وہ اصول ہوں یا فروع صرف اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کیا جائے، اور طاغوت سے کفر کیا جائے۔ یہ ایک ایسی بنیاد ہے جس کے بغیر اسلام کی عمارت کھڑی ہوسکتی ہے اور نہ ہی کوئی عمل قبول ہوسکتا ہے۔ اسی مقصد کے لئے اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کو پیدا کیا، رسولوں کو بھیجا، کتابیں نازل فرمائیں، آسمانوں اور زمین کو پیدا فرمایا۔

کتنے افسوس کا مقام ہے کہ ہم دعوت وتبلیغ کے میدان میں مشغول بہت سے ایسے لوگوں کا مشاہدہ کرتے ہیں جو اس اہم ترین مسئلے کو حل کئے بغیر دوسرے مسائل میں الجھ جاتے ہیں۔ بلکہ بعض تو اس بنیادی مسئلے کو چھیڑتے ہی نہیں اور فروعات اور فقہی اختلافی مسائل میں الجھے رہتے ہیں۔ اسی وجہ سے ان کی اس دعوت پر طاغوت کی طرف سے کوئی ردعمل ظاہر نہیں ہوتا۔

ان لوگوں کی کوششیں کس طرح بارآور ثابت ہوسکتی ہیں یہ تو اس بنیاد کو ہی فراموش کئے ہوئے ہیں جس پر دعوت وتبلیغ کی عمارت کا انحصار ہے۔ ایسے طریقے کو اختیار کرنے والے لوگوں کی مثال اس شخص کی سی ہے جو بغیر جڑوں کے گھنی شاخوں والا اور تناور درخت لگانا چاہتا ہو۔ حالانکہ وہ اس بات سے بے خبر ہے کہ جڑ کے بغیر درخت نہ تو اگ سکتا ہے، نہ قائم رہ سکتا ہے اور نہ ہی ثمر آور ہوسکتا ہے۔ ہمیں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہر وقت یاد رکھنا چاہیے:

﴿إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلَ اللّهُ مِنَ الْكِتَابِ وَيَشْتَرُونَ بِهِ ثَمَناً قَلِيلاً أُولَـئِكَ مَا يَأْكُلُونَ فِي بُطُونِهِمْ إِلاَّ النَّارَ وَلاَ يُكَلِّمُهُمُ اللّهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلاَ يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ (البقرۃ:۱۷۵)

"بے شک جو لوگ ان باتوں کو چھپاتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں نازل کی ہیں اور اس کے عوض تھوڑا سا دنیوی فائدہ اٹھاتے ہیں یہ لوگ اپنے پیٹ میں آگ بھر رہے ہیں، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان سے بات بھی نہ کرے گا، نہ انہیں (گناہوں سے) پاک کرے گا، بلکہ ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔

اے ہمارے رب! گواہ رہنا ہم نے بیان کردیا...... ہم نے بیان کردیا...... کیونکہ ہم میں آگ کا عذاب برداشت کرنے کی سکت نہیں ہے۔

فہم سلف سے وابستہ منہج اہل سنت کا داعی
منبر التوحید والسنۃ
A-40 ... 0344-4762077